اِلٰہی محبّت اَور مُعافی
کتابِ مُقدس کے بارہ عُنوانات کا اِجمالی مُطالعہ
مصنف
ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز
مترجم
پادری ڈاکٹر فیاض انور
گاڈز کنگڈم منسٹریز
ٹریکس
Truth in Love

اِلٰہی محبّت اور مُعافی

کتابِ مقدس کے بارہ عنوانات کا اجمالی مطالعہ

مصنف

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم

پادری ڈاکٹر فیاض انور

ایم۔اے (اردو۔تاریخ) ایم۔ایڈ، ایم۔فل، ڈی۔ڈی، ڈاکٹر آف منسٹری

ناشرین: وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

ناشرین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز (رجسٹرڈ)

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز

مترجم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

معاونین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر زینت ناز، پادری نیامت ہنجرا

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری محبوب ناز، پادری مالک الماس

نظرثانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پروفیسر شاہد صدیق گل، روبن جان

دُعا گو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری لطیف مسیح، غزالہ روبی

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پادری ڈاکٹر فیاض انور

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہزار

بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اول

جون ۲۰۲۱ء

پتا: مریم صدیقہ ٹاؤن چن دا قلعہ، گوجرانوالہ

رابطہ: 03007499529, 03462448983

انتساب

اُن تمام چاکرانِ مسیح کی نذر جن کی کوششوں سے لوگ خُدا کے بیٹے
یسوع مسیح، اور صلیب پر اُس کی ازلی اور ابدی قربانی سے
واقف ہوئے۔

مترجم

فہرست مضامین

اظہارِ ممنونیت

حمد وثناءاور تعریف وتمجید اُسی خُدائے ثالوث کی ذاتِ اقدس کے لیے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے، اور اُسی کے بیٹے یسوع مسیح کی قربانی کے وسیلہ سے بنی نوع انسان کا خُدا کے ساتھ ٹوٹا ہوا رشتہ بحال ہوا۔

سب سے پہلے میں اِس استحقاقِ عظیم کے لیے خُدا کا شکرگزار ہوں کہ اُس نے مجھ خاک کے ذرے کو چنا، مخصوص کیا اور اپنی خدمت کا شرف بخشا۔ اور میری تمام تر علمی ناتوانی اور کمزوری کے باوجود مجھے ترجمہ کاری کی خدمت سے نوازا۔

نومبر ۲۰۲۰ء میں ہم نے ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کی کتاب ''ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی'' کو اُردو زبان میں شائع کیا۔ اُردو زبان میں علم الاعداد پر یہ پہلی کتابی سعی تھی گو کہ اِس سے پہلے بھی اعداد کی موشگافیوں اور گنجلکوں پر بات کی گئی۔ لیکن میری ناقص عقل کے مطابق اُن کاوشوں کو الگ سے کتابی صورت نہ دی گئی۔ اُمید مصمم ہے کہ آنے والے وقتوں میں ضرور علما وفضلا اِس عنوان پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر اعداد کے تعلق سے گوہرِ نایاب اُردو پڑھنے والے قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

جنوری ۲۰۲۱ء میں مجھے ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کے ٹریکس پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اُن کے اچھوتے عنوانات نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کی، میں نے قلبِ ناصبور موصوف سے اُنھیں ترجمہ اور پاکستان میں شائع کرنے کی درخواست کی جسے قبول کر لیا گیا۔ پہلے پہل ہم نے دو عنوانات ''موت کیسے آپ کی رُوح، جان اور بدن کو متاثر کرتی ہے'' اور ''آپ کی زندگی کے لیے خُدا کا مقصد'' الگ الگ ٹریک کی صورت میں شائع کیے۔ جیسے ہی یہ ٹریکس قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے تو کچھ خدام کی جانب سے یہ تجویز موصول ہونے لگی کہ اِن تمام ٹریکس کو ایک کتاب کی صورت میں شائع ہونا چاہیے۔ اُن چاکرانِ مسیح کی اِس رائے کو ہم نے بہ دل وجان قبول کیا اور اُن تمام ٹریکس کو ایک کتاب میں مجمل کرنے کا کام شروع کر دیا۔ ابھی وہ تمام ٹریکس ایک کتاب کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔

میں خُدائے ارحم کا احسان شناس ہوں جس نے مجھے اپنے فضل سے بچایا اور اِس کام کو کرنے کی توفیق بخشی۔ اُس کی محبت کے بغیر میں کبھی بھی اِس کام کو مکمل نہ کر سکتا۔

اپنے والدین کا نہایت احسان مند ہوں جنہیں نے حالات کی کٹھنائیوں کے باوجود نہ صرف میری راست تربیت کی بلکہ میری ابتدائی تعلیم کا بھی بندوبست کیا۔ خُداوند سب کو راست والدین کا سایہ میسر کرے۔

اپنی رفیقِ حیات ڈاکٹر زینت ناز، بیٹیوں جینیفر فیاض، جیسیکا فیاض اور بیٹے ابرہام کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے

ناصرف مجھے پُرسکون ماحول مہیا کیا بلکہ ترجمہ کرنے کے مشکل کام کے دوران میری تمام ضروریات کا بھی خیال رکھا۔
پادری محبوب ناز اور پادری مالک الماس کا بھی رہین منت ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی پروف ریڈنگ میں اعانت کی۔
پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیق گل کا بھی متشکر ہوں جنہوں نے ترجمہ کے دوران ہر مرحلے پر اُردو زبان کے بارے میں اپنی قیمتی تجاویز سے نوازا۔ اُنھوں نے ناصرف اِس کتاب کی نظر ثانی کی بلکہ اپنے نفیس الفاظ سے اِس کتاب کو زینت بھی بخشی۔
بھائی روبن جان کا بھی سپاس گزار ہوں کہ جنہوں نے اِس کتاب کی نوک پلک دُرست کرنے میں معاونت کی اور ساتھ میں اِس کتاب کی نظر ثانی بھی کی۔
دُنیائے مسیحیت کے ایک درخشاں ستارے ڈاکٹر نعیم سلیم کا بھی زیر بار منت ہوں جنہوں نے ناصرف اپنے تجربات سے مستفید کیا بلکہ اِس کتاب میں اپنے خیال کا اظہار کر کے اِس کتاب کی قدر و منزلت میں اضافہ کیا۔
ڈاکٹر شہزاد ناصر جو تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ مسیحی اور دُنیوی ادب میں بھی اپنا حصہ ڈال رہے ہیں نہایت احسان وتشکر کے مستحق ہیں۔ اِس کتاب کے سلسلہ میں ہونے والی ملاقات کے دوران اُنھوں نے خُدا کے فضل کی لامحدودیت کے بارے میں اپنی قیمتی آراء سے مستفید کیا۔
نہایت ہی باتمکین اور رفیع المرتبت صاحبان پادری نیامت ہنجرا، ایلڈر کامل ناصر اور پروفیسر سہیل بشیر کا بھی منت کش ہوں جن کی رفاقت ہمیشہ ہی میرے لیے حوصلہ افزائی اور علمی وادبی ترقی کا سبب بنتی ہے۔
پادری لطیف مسیح اپنی بہن غزالہ روبی اور پوری کلیسیا کا بھی منت گزار ہوں جو ہمیشہ دُعاؤں کے وسیلہ سے میری ڈھارس بندھاتے ہیں۔
بھائی شاہد اور ریشب شاہد کا بھی ممنون احسان ہوں جو ہمیشہ تمام خدمتی کاموں میں میرا ساتھ دیتے ہیں۔
آخر میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے طلب گار اجازت ہوں گا کہ انگریزی ہماری مادری یا قومی زبان نہیں ہے۔ کسی بھی زبان کے ادب کو دُوسری زبان میں ڈھالنا ایک مشکل امر ہے نہ چاہتے ہوئے بھی سقم رہ جاتے ہیں۔ اگر زیر مطالعہ کتاب میں کسی بھی قسم کی علمی وادبی غلطی آپ کی نظر سے گزرے تو اُسے میری کم مائگی سمجھتے ہوئے درگزر کیجیے گا۔ کیوں کہ خطا بشریت کا لازمہ ہے۔
اُمید صمیم ہے کہ یہ کتاب الٰہیات کے نئے موضوعات اور اُن پر تحقیق کرنے کے لیے آپ کو قائل کرے گی۔

دُعاؤں کا طلب گار
فیاض انور
۳۱ مئی ۲۰۲۱ء

معافی کی اُمید

پاکستان میں کمزور شرح خواندگی کی وجہ سے کلیسیا کی کتابی خدمت بھی کمزور رہی، جبکہ دُنیا بھر میں مطالعہ انسانی فہم وفراست اور ہر طرح کی ترقی میں ہمیشہ طاقت ور اور واضح مقام پر رہا ہے۔

ہمارے ملک میں مطالعہ اب بھی سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے اور کچھ ایسی کتب کی کمی بھی نمایاں ہے جو رُوحانی ترقی میں معاون ثابت ہوں۔

ایسے ماحول میں ونِنگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کے رُوحِ رواں جناب ڈاکٹر فیاض انور کے تراجم کے کام سے مجھے ذاتی طور پر بہت خوشی ہے کہ اُن کی اِس خدمت کے وسیلے ہمیں دُنیا کے بہترین اور مختلف خدام کی بائبل مقدس کی تفاسیر اور آراء معلوم ہوتی رہتی ہیں جو ہمیں کسی نہ کسی نئے زاویے سے خُداوند کے عرفان میں آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہیں۔

اِسی سلسلے میں اُن کی نئی ترجمہ شدہ کتاب ''الٰہی محبت اور معافی'' آپ کے ہاتھوں میں ہے جو کئی حوالوں سے دلچسپی کی حامل ہے۔

کتاب کے مصنف ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز نے ایک ایسے موضوع کو چھوا ہے جو کہیں نہ کہیں پہلے سے ہی ہمارے لاشعور میں موجود تھا لیکن معیاری اور تعمیری بحث کا ماحول نہ ہونے کی وجہ سے یہ اچھوتا موضوع کبھی زیرِ بحث نہیں آیا۔

شعور کے پہلے دنوں سے لے کر آج تک معافی کا جو تصور ہمارے پاس ہے ڈاکٹر جانز کا نظریہ اُس سے کچھ مختلف اور نیا ہے۔

سزا اور جزا کا تصور زیادہ تر مذاہب میں تقریباً ملتا جلتا ہی ہے لیکن ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کے مطابق معافی کی اُمید یسوع المسیح کے کفارہ کے وسیلے اور خُدا کی پدرانہ شفقت کو ظاہر کرتے ہوئے نظریہ آخرت کو ایک لازوال خوشی عطا کرتی ہے اور خُدا کے رحم دل باپ ہونے کے معاملے کو تقویت دیتی ہے۔

ڈاکٹر اسٹیفن ای۔ جانز کی بات کچھ اِس طرح بھی سمجھ آسکتی ہے کہ ہم روزمرہ کی زندگی میں بھی اپنے بچوں کی غلطیوں کے نتیجے میں ناراض ہونے بعد آخر کار معاف کرتے رہتے ہیں اور اپنی ساری ذمہ داریوں اور محبتوں کا سلسلہ اُن سے جاری رکھتے ہیں جو اپنی تخلیق سے محبت کا ایک اعلیٰ ترین ثبوت ہے اور خُدا کو جو محبت ہے اُس کا اپنی تخلیق انسان کو معاف کرنا اور محبت کرنا تو بالکل ہی عجب نہیں۔

کئی اہم نکات پر مبنی یہ کتاب ایک نئی بحث شروع کر سکتی ہے جو ہمیں خُدا کے کلام کو سمجھنے میں مزید مدد دے گی۔
اِس کتاب کے نئے اور دلچسپ موضوعات ہمیں باہمی گفت وشنید کی ضرورت کی طرف توجہ دِلا رہے ہیں۔
مسیحی رُوحانی مطالعہ کے سفر میں یہ کتاب ایک پڑاؤ ہے جو ہمیں کچھ دیر ٹھہر کے تسلی سے غور وخوض کی دعوت دے رہی ہے۔
مصنف، مترجم، وننگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز اور قارئین کے لیے برکت کی ڈھیروں دُعائیں۔

آپ کا
ڈاکٹر نعیم سلیم
لاہور، ۲۱ مئی ۲۰۲۱ء

بیانیہ

خُدا نے تمام انسانوں کو عقل وخرد کی نعمت سے نوازا ہے اور اِسی عقل وخرد کے پیمانے پر وہ یہ ناپ سکتے ہیں کہ کیا دُرست ہے اور کیا غلط۔ چناں چہ حق پر ہونا، انصاف پسند ہونا اور نیکی کرنے کے لیے مستعد ہونا ایک کثیر جہتی تصور ہے لہٰذا خُدا پر ایمان رکھنا، غریب پرور ہونا، عبادت کرنا، ہدیہ دینا، ایمانداری سے اپنے روزمرہ کے معمولات کو انجام دینا وغیرہ بہت معتبر اعمال ہیں اور خُدا کا کلام ان سب باتوں کو انصاف کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ جس میں تمام روحانی معمولات اور مذہبی رسومات ومعتقدات شامل ہیں۔ انسانیت بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہے ہم ابھی کمال کو نہیں پہنچ سکے لیکن ہم ذات پات، رنگ، نسل، مذہب وملت سے قطع نظر ہر شے میں انصاف اور عدالتی تقاضوں کے پورا کرنے کو بہت اہمیت دیتے ہیں اِسی سماجی طرز عمل کو اخلاقی، سماجی، معاشرتی اور مذہبی حوالہ سے شریعت کے دائرہ میں پرکھا جاتا ہے۔ چناں چہ شریعت پر سختی سے عمل کرنے اور دوسروں کو اِس پر کاربند رہنے کی تلقین کرنے میں اطمینان ملتا ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے ہمارے اندر نیکی کے وسیلہ شریعت پر پورا اترنے کی کوشش کرنے اور خدا کو خوش کر کے برکت پانے کا احساس مزید گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ ''خدا کی شریعت کا مقصد ہم پر خدا کی محبت کی فطرت کو ظاہر کرنا تھا''۔

دراصل ہماری نجات اور راست بازی کا انحصار اِس بات پر نہیں ہے کہ ہم کس قدر راست بازی اور نیکی کے کاموں کو انجام دیتے ہیں یا ہم نے کتنے اچھے کام کیے ہیں، کرتے ہیں یا کریں گے۔ بلکہ مسیح میں ہماری کاملیت اور راست بازی خُدا کے فضل پر بنیاد رکھتی ہے۔ ہم شریعت کے تمام ۶۱۳ قوانین پر عمل کر کے بھی خُدا کے حضور راست باز نہیں ٹھہر سکتے کیوں کہ کتاب مقدس کے مطابق کوئی شخص بھی شریعت کے اعمال سے راست باز نہیں ٹھہر سکتا۔ ''سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں'' مگر خُدا ہم پر اپنی محبت کی خوبی، مسیح یسوع کی ازلی اور ابدی قربانی کے وسیلہ ہمیں گناہوں کی معافی اور اپنے فرزند ہونے کا حق بخش کر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ خُدا کے فضل ہی سے ممکن ہے۔ بعض لوگ، جب فضل کی تعلیم دی جاتی ہے تو اس کو ''گناہ کرنے کا لائسنس'' کا نام دے کر فضل کے بارے اپنے مبہم تصورات کا اظہار کرتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ گناہ کی حد ہے مگر فضل بے حد ہے، گناہ محدود ہے مگر فضل لامحدود ہے فضل مسیح یسوع کے جی اٹھنے کی وہ طاقت اور قدرت ہے جو ہمارے اندر ہے اور ہمارے وسیلہ سے کام کرتی ہے ہماری قابلیت میں دراصل یہ اُسی کی قابلیت ہے۔ یہی فضل ہمیں اِس دنیا میں گناہ کے زیر اثر ہونے کے باوجود مسیح یسوع میں حاصل ہونے والی پاکیزگی کے باعث پاک زندگی گزارنے کے قابل

بناتا ہے پولس رسول ”فضل کو گناہ کرنے کا لائسنس“ کا نام دینے والے مبہم تصورات کی نفی کرتا اور اِس بات پر زور دیتا ہے کہ گناہ کا ہم پر، اب سے کوئی اختیار نہ ہوگا۔ ”اِس لیے کہ گناہ کا تم پر کوئی اختیار نہ ہوگا کیوں کہ تم شریعت کے ماتحت نہیں بلکہ فضل کے ماتحت ہو“ (رومیوں ۶:۱۴)

پاکستان میں ایمانداروں کی روحانی ترقی اور ”مسیح یسوع کے ابدی کفارے پر ایمان کے ذریعے حاصل ہونے والے فضل“ جیسے اہم اور کلیدی اہمیت کے حامل موضوع پر دُرست اور متوازن مواد بہت کم ملتا ہے۔ یہ کتاب عدن سے کلوری تک کا بیانیہ ہے اِس حوالہ سے ڈاکٹر فیاض انور نے ڈاکٹر اسٹیفن ای جانز، کے تحریر کردہ بارہ ٹریکس کو ایک کتاب کی صورت اُردو کے قالب میں ڈھال کر نہ صرف اِس کمی کو پورا کرنے کی بھرپور سعی کی ہے بلکہ بہ طور مترجم اردو زبان وادب کی ترویج میں بھی مثبت کردار ادا کیا ہے میرا ایمان ہے کہ یہ اسباق آپ کے ایمان کی تعمیر تشکیل میں ترتیب، تربیت اور برکت کا سبب ہوں گے۔

پروفیسر ڈاکٹر شہزاد انصر
ایف۔سی کالج (یونی ورسٹی)، لاہور
۲۴ مئی ۲۰۲۱ء

زندہ اُمید

خُداباپ، بیٹے اوررُوح القدس کے نام میں آپ کی سلامتی ہے۔

یہ کاوش قابل ستائش ہے اوراِس میں بیان کیے گئے خیالات دل میں پیوست ہوجاتے ہیں۔ ہمیشہ کی زندگی، معافی اورحیات ابدی بہت وسیع مضامین ہیں۔

اِس کتاب کی ترجمہ کاری ندی میں مارے گئے کنکر کی مانند ہے جس کی لہریں دورتلک جائیں گی اورنئے مباحث کو جنم دیں گی۔ فاضل مصنف نے خُداداد تفہیم اور علمی بصیرت کے مطابق رقم طراز کیا ہے جس کا وہ مکمل استحقاق رکھتے ہیں، اُن کا مطمعِ نظر لازوال الٰہی محبت کو منعکس کرنا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی، معافی اورحیات ابدی بہت وسیع عنوانات ہیں۔

ترجمہ شدہ کتاب ''الٰہی محبت اورمعافی'' کوئی مربوط کتاب نہیں بلکہ اسٹفین ای۔ جانز کے۱۲ٹریکس پر مشتمل رشحات قلم ہے جس کو بڑی عرق ریزی اورجاں فشانی سے ڈاکٹر فیاض انورنے ترجمہ کیا تاکہ کلیسیائے پاکستان اِن سے مستفید ہوسکیں۔اُنھوں نے نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ بارہ ٹریکس کوکتابی صورت میں محبت کے شیرازے میں بھی باندھا ہے۔اس میں خُدابزرگ وبرتر کی لازوال محبت اورخُداوند یسوع مسیح کے عظیم کفارہ کے ذریعے ہم پر فضل کا تذکرہ ہے۔یسوع مسیح ہماری زندہ اُمید ہےاُس کی بے مثال محبت کے سبب اُس نے اپنا خون بہایا جو بنی نوع انسان کی معافی اورمخلصی کا سبب ٹھہرا۔

پیکرمحبت ومروت ڈاکٹر فیاض انورکلیسیائے پاکستان کے ضمن میں دردِدل کے حامل شخص ہیں۔خُدا اُن کی خدمت کوپھل دار بنائے۔ میراایمان ہے کہ کام کیانہیں جاتا بلکہ کام لیاجاتاہےاورخُدا کی ہستی ہی ہے جواُن سے کام لے رہی ہے۔اور یہ احسن طریقہ سے خُداکےخوف میں رہتے ہوئے اپنے فرائض منصبی سے نمٹ رہے ہیں۔

علمی،ادبی اورفکری شخصیت کے حامل ڈاکٹر فیاض انورروز وشب مسیحی ادب کے فروغ میں مشغول ومنہمک ہیں۔ موصوف نے قریباً ۳۰ کتابوں کے تراجم کی صورت میں دل جلاکے سرعام رکھ دیاہےاب آپ کی اپنی صواب دید ہے کہ کتنی روشنی حاصل کرتے ہیں۔

خُدائے بزرگ وبرترسےاُن کی صحت،سلامتی اورمزید سرفرازی کے لیے دُعاگو ہیں۔

پروفیسرشاہدصدیق گل

ایم۔اے، ایم ڈیو

۸جون۲۰۲۱ء

آپ کے لیے خُدا کا وعدہ

کیا آپ جانتے ہیں کہ بہت سال پہلے خُدا نے آپ سے ایک وعدہ کیا تھا؟ اُس کا وہ وعدہ تمام بنی نوع انسان سے تھا۔ پس اگر آپ اِس زمین پر رہتے ہیں تو اُس وعدہ کا اطلاق آپ پر بھی ہوتا ہے۔

بہت عرصہ پہلے نوح کے زمانہ میں خُدا نے پوری دُنیا اور اِس میں بسنے والے ہر ذی رُوح سے ایک عہد باندھا۔ اُس نے عہد کیا کہ وہ زمین اور اِس میں بسنے والے جانداروں کو طوفان سے ہلاک نہیں کرے گا۔
(پیدایش ۹:۱۷)

کچھ صدیوں کے بعد، موسیٰ کے زمانہ میں خُدا نے وہی عہد باندھا اور اِس بات کو واضح کیا کہ اِس سے اُس کا کیا مطلب تھا۔ خُدا نے قَسم کھائی کہ وہ ہم سب کو اپنے لوگ بنائے گا اور وہ ہمارا خُدا بنے گا۔ اُس نے اِستثنا کی کتاب میں کہا،

''اور میں اِس عہد اور قسم میں فقط تم ہی کو نہیں۔ پر اُس کو بھی جو آج کے دن خُداوند ہمارے خُدا کے حضور یہاں ہمارے ساتھ کھڑا ہے اور اُس کو بھی جو آج کے دن یہاں ہمارے ساتھ نہیں اُن میں شامل کرتا ہوں۔''

(اِستثنا ۲۹:۱۴،۱۵)

اُس زمانہ کے اسرائیلی اِس عہد کے گواہ تھے، لیکن یہ عہد فقط اُن سے ہی نہیں تھا۔ خُدا نے کہا یہ عہد پوری دُنیا کے لیے ہے۔ ''اور اُس کو بھی جو آج کے دن یہاں ہمارے ساتھ نہیں اُن میں شامل کرتا ہوں۔''

جب خُدا نے وہ عہد باندھا تو آپ اُس وقت کہاں تھے؟ یقیناً آپ وہاں موجود نہیں تھے۔ اگرچہ آپ وہاں پر موجود نہیں تھے تو بھی آپ اُس عہد میں شامل ہیں۔

آپ کے خیال سے اِس کا کیا مطلب ہے؟

خُدا نے اپنے آپ پر یہ ذمہ داری لاگو کی اور خود کو اِس عہد کا پابند ٹھہرایا کہ آپ اُس کے لوگ ہوں اور وہ آپ کا خُدا ہو۔

اُس نے یہ نہیں کہا، ''اگر آپ اچھے ہوں گے تو پھر میں آپ کو اپنے لوگ بناؤں گا۔''

اُس نے یہ بھی نہیں کہا کہ، ''میں سب کو موقع دُوں گا کہ وہ میرے قریب آئیں تاکہ اگر وہ میری پیروی کرنے کا وعدہ کریں تو میں اُن کو اپنے لوگ بناؤں گا۔''

جی نہیں، خُدا نے اپنی مرضی اور اپنی قدرت سے ایسا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور یہی اُس کا وعدہ ہے۔

دوعہود

خُدا نے لوگوں سے جو وعدے کیے اُن کی دو اقسام ہیں۔ ایک جہاں خُدا ہم سے وعدہ کرتا ہے اور دُوسرا جہاں ہم اُس سے وعدہ کرتے ہیں۔

کیونکہ خُدا نے یہ وعدہ کیا اِس لیے وہ ہی اِسے پورا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ جب ہم کوئی وعدہ کرتے ہیں تو اپنی بات کو پورا کرنے کے ہم خود ہی ذمہ دار ہوتے ہیں۔

یہ بہت آسان ہے۔ جو کوئی وعدہ کرتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اپنے الفاظ پر قائم رہے۔

بائبل مقدس بیان کرتی ہے موسیٰ نے اسرائیلیوں کو ملکِ مصر سے نکال کر کوہ سینا تک پہنچایا۔ وہاں اُن سے کہا گیا کہ وہ خُدا سے ایک وعدہ (عہد) کریں (خروج ۱۹:۸) اور وہ متفق ہوئے۔ اُنھوں نے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ خُدا کی پیروی کریں گے اور اُنھوں نے اپنے بچوں کو بھی اِس عہد کا پابند کیا۔ اُن سب کے ارادے اچھے تھے لیکن اکثر وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے میں ناکام ہوئے۔ پس وہ عہد ناکام ہو گیا اور اُسے ختم کرنا پڑا۔

لیکن خُدا پھر بھی اُن سے پیار کرتا تھا اور وہ اُن سے دستبردار نہ ہوا۔ اِس مسئلہ کا کیا حل تھا؟

چالیس سال بعد خُدا نے اُن سے اور زمین پر بسنے والے ہر ذی نفس سے وعدہ کیا۔ یہ وہ وعدہ یا قسم تھی جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا۔

خدا بھلائی کے مقاصد رکھتا ہے اور خُدا اور انسان میں یہ فرق ہے کہ خُدا اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتا ہے۔ لیکن پھر بھی بہت سے لوگوں نے تمام نسلِ انسانی کو بچانے کے لیے خُدا کی قابلیت پر شک کیا۔ وہ کہتے کہ وہ اُن کی آزاد مرضی کو پامال نہیں کر سکتا۔

اُن کا کہنا ہے کہ انسان آزاد مرضی رکھتا ہے جبکہ خُدا آزاد مرضی نہیں رکھتا۔ اُن کا خیال ہے کہ شیطان ہمیں کسی کام کو کرنے پر مجبور کر سکتا ہے لیکن خُدا ایسا نہیں کر سکتا۔ کیا یقیناً ایسا ہی ہے؟ کیا حقیقت میں خُدا بے بس ہے؟ کیا واقعی انسان کی مرضی خُدا کی مرضی سے زیادہ طاقت ور ہے؟ کیا انسانوں کی نجات کے لیے خُدا کچھ بھی نہیں کر سکتا؟ کیا ہمیں بھلائی کے مقاصد کو خُدا کی ذات سے منسوب کرنا چاہیے؟ کیا اُس نے وہ سب کیا جو وہ کر سکتا تھا؟ لیکن کیا آخر میں ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے قابل نہ تھا۔ کیا خُدا ناکام ہو گیا؟

کیا خُدا اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے قابل ہے؟

سوال یہ ہے کہ کیا واقعی خُدا کے پاس اپنے وعدہ کو پورا کرنے کی قدرت ہے؟ بہت سے لوگ یہ یقین نہیں کرتے کہ خُدا پوری دُنیا کو بچانے اور لوگوں کی زندگی کے مقصد کو بحال کرنے کے قابل ہے۔ لیکن کسی کو بھی وہ

وعدہ نہیں کرنا چاہیے جسے وہ پورا نہیں کرسکتا۔ یہاں تک کہ خُدا کو بھی نہیں۔

اصل میں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خُدا نے ایک وعدہ کیا اور وہ اُسے پورا نہ کرسکا۔ کیونکہ اُس میں ایسا کرنے کی قدرت نہ تھی۔ اگر ایسا دُرست ہے تو پھر خُدا کو ایسا وعدہ نہیں کرنا چاہیے تھا جو وہ پورا نہیں کرسکتا تھا۔لیکن اُس نے وعدہ کیا اور وہ فقط یہی کہتا ہے کہ ہمیں اُس پر یقین کرنا ہے کہ وہ اُسے پورا کرنے کے قابل ہے۔

بالفاظ دیگر خُدا ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں؟ وہ ہم سے یہ تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے وعدوں اور قابلیت کے مطابق اُس پر ایمان رکھیں۔ کیا آپ اِس فرق کو دیکھتے ہیں؟

فرق یہ ہے کہ کون اُن وعدوں کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے خُدا یا آپ؟

کیا آپ نے کبھی خُدا سے وعدہ کیا؟ کیا آپ اپنے وعدہ کو پورا کرسکے؟ کیا آپ نے اپنی زندگی کو تبدیل کرنے کا وعدہ کیا تاکہ آپ کا یہ عمل اُسے خوش کرسکے۔ کیا آپ اِس میں کامیاب ہوئے؟

میری دانست میں آپ کامیاب نہ ہوسکے۔ میں نے خود خُدا سے ہزاروں وعدے کیے۔ باوجود میرے تمام نیک ارادوں کے وہ پورے نہ ہوسکے۔ ہر بار میں نے وعدہ کیا کہ میں گناہ نہیں کروں گا۔لیکن ہر بار میں ناکام رہا۔

پھر میں نے جانا کہ خُدا نے مجھ سے اور پوری دُنیا سے ایک وعدہ کیا تھا۔ اِس بات نے میرے خیالات کو تبدیل کر دیا۔ میں نے اپنی اچھائیوں اور نیک اعمال پر بھروسا کرنا چھوڑ دیا۔ میں نے اِس بات کو جانا کہ خُدا ہی مجھے تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

میرا ایمان تبدیل ہوگیا۔ میں نے اِس بات کو سمجھا کہ مجھے اپنی قابلیت پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اُس پر اور اُس کی اُن تمام صلاحیتوں پر ایمان رکھنے کی ضرورت ہے جن کے وسیلہ سے وہ اپنے کلام کو پورا کرتا ہے۔

میں چرچ میں بیدار ہوگیا۔ مجھے سکھایا گیا کہ یسوع کی پیروی کرنے کا میرا فیصلہ ہی مجھے بچا اور خُدا کا فرزند بنا سکتا ہے۔ مسئلہ یہ تھا کہ جیسے جیسے میری نجات کی بنیاد میرے اپنے فیصلے (اعمال) پر تھی میں نے دیکھا کہ نیک ارادوں کے باوجود اپنے فیصلہ (عمل) کو اچھا کرنا ناممکن تھا۔

میں بہت سال اِس کشمکش کے ساتھ لڑتا رہا۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے اور لوگ بھی اِس سے دوچار ہیں۔ بہت سے لوگ مایوس اور پست ہمت ہو چکے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ خُدا کے پاس آنے کے لیے وہ کبھی بھی اچھے نہیں ہوسکیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ خُدا پاک ہے اور ہم گنہگار ہیں۔

ایسا اُس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک ہم یہ سوچتے رہیں گے کہ ہر ایک چیز کی بنیاد ہماری اپنی مرضی، فیصلے اور

وعدے پر ہے۔ پرانا عہد ایک بند شاہراہ کی مانند ہے۔

مگر خُدا محبت ہے، وہ آپ سے پیار کرتا ہے اگرچہ آپ اپنے آپ سے محبت نہیں کرتے۔ اُس نے اپنی خود مختار آزاد مرضی سے قدم بڑھایا اور اپنے آپ کو ایک قَسم کے ذریعے پابند کیا کہ پوری دُنیا بشمول آپ کو بچائے۔

آپ سوچ سکتے ہیں کہ آپ خُدا کی محبت سے بہت دُور جا چکے ہیں اور آپ نے خُدا کے خلاف بہت سے گناہ کیے ہیں۔ اِس لیے خُدا کے وعدہ کا اطلاق آپ پر نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہے تو آپ ہی وہ وجہ ہیں جس کے لیے یسوع نے صلیب پر جان دی۔ اُس نے ہر ایک کے گناہ کی پوری قیمت ادا کر دی ہے۔ اُس نے آپ کے گناہ کی ذمہ داری بھی اپنے اُوپر لے لی۔

خُدا کی شریعت کو گناہ کی وضاحت کے لیے قائم کیا گیا تا کہ جب لوگ گناہ کریں تو منصف کو علم ہو کہ حقیقی انصاف کیسے کرنا ہے۔ بائبل کے منصف کو گناہ معاف کرنے کا اختیار نہیں لیکن متاثرہ شخص کو یہ حق حاصل ہے۔ جب یسوع نے پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کر دیا تو وہ اِس زمین پر ہونے والے ہر ایک گناہ کا عوضی بنا۔ اِس بات نے اُسے اختیار دے دیا کہ وہ ہمیں معاف کرے یا ہمیں سزا دے۔ اُس نے کیا کیا؟

جب یسوع صلیب پر جان دے رہا تھا تو اُس کے آخری الفاظ تھے، ”اے باپ! اِن کو مُعاف کر“ (لوقا ۲۳:۳۴) یہ منصف کے حضور اُس کی دُعا تھی۔ یسوع اپنے حق کو استعمال کرتے ہوئے اُن تمام گناہوں کو معاف کر رہا تھا جن کے لیے اُس نے صلیب پر اپنی جان دی۔ کیا یسوع کی دُعا کا جواب دیا گیا یا منصف کے سامنے اُس کی کوئی قدر نہ کی گئی؟

یسوع جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے، اور وہ اپنے حقوق کو بھی جانتا تھا۔ اُسے معاف کرنے کا حق تھا اور اُس نے یہ کیا۔ اُس کی معافی میں آپ کے گناہ بھی شامل ہیں۔ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ نے کیا کچھ کیا ہے۔ اور اِسی بات سے اُس کی محبت کو ظاہر کیا گیا۔

سب کو بچانے کے لیے خُدا کا منصوبہ

انسان کو خُدا کی شبیہ پر تخلیق کیا گیا۔ اُس کا مقصد تھا کہ انسان بھی خُدا جیسی فطرت رکھے۔ لیکن انسان کا گناہ دُنیا میں موت لانے کا سبب بنا۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سب فانی ہیں۔

خُدا کی شریعت گناہ کی سزا کا تقاضا کرتی ہے اِسی لیے یسوع زمین پر آیا تا کہ صلیبی موت کے وسیلہ سے پوری دُنیا کے گناہ کا کفارہ ادا کرے۔ یسوع مسیح کے شاگردوں میں سے یوحنا نام ایک شاگرد نے اپنے خط میں لکھا کہ یسوع نے صرف راستبازوں کے گناہ کا ہی کفارہ نہیں دیا بلکہ پوری دُنیا کے گناہوں کا۔ (۱-یوحنا ۲:۲)

مزید برآں یسوع نے کہا کہ اگر وہ صلیب پر چڑھایا جائے گا تو وہ سب کو اپنے پاس کھینچ لے گا۔(یوحنا ۱۲:۳۲)
اِسی سے اُس نے دُنیا کے لیے اپنی محبت کو ظاہر کیا۔اُس نے اپنے دشمنوں کے لیے بھی جان دی پیشتر اِس کے کہ وہ اُسے جانیں۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

آپ سے صرف اِس بات کا تقاضا کیا گیا ہے کہ آپ اُس کے وعدہ پر ایمان لائیں۔ایمان رکھیں کہ اُس کے وعدہ کا اطلاق آپ پر بھی ہوتا ہے اور یسوع کی صلیبی موت نے آپ کے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔
صرف اتنا کہیں "میں اِس پر ایمان رکھتا ہوں" میں جانتا ہوں کہ یہ بہت سادہ اور آسان ہے،لیکن یہ سچ ہے۔ خُدا نے اِسے بہت آسان بنایا تا کہ یہ سب کے لیے قابل رسائی ہو۔
اگر یہ خوشخبری آپ کے لیے اُس پر ایمان لانے کا سبب بنی تو یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ خُدا نے آپ کی زندگی کو تبدیل کرنے کے لیے آپ کے دل میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔دُنیا کے لیے اُس کے وعدے نے خاص طور پر آپ کے لیے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔
اِس بات کو جان لیں کہ خُدا مسلسل آپ کے دل میں کام کرے گا اور اپنی رُوح کے وسیلہ سے آپ کی راہنمائی کرے گا اور آپ کو بہت سی ایسی چیزیں دکھائے گا جو پہلے آپ نے نہیں دیکھیں۔
اگلا مرحلہ نجات کے اِس منصوبے کے بارے میں مزید آگاہی حاصل کرنا ہے۔تا کہ آپ اُس طرح کی زندگی گزار سکیں جس کے بارے میں خُدا ابتدا سے آپ کے لیے منصوبہ رکھتا ہے۔کلام مقدس اور اُس کے قوانین کا مطالعہ شروع کر دیں تا کہ آپ اِس بات کو جان سکیں کہ خُدا آپ کو کیسا شخص بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔
خُدا کی شریعت اصل میں ہمیں بطور احکامات دی گئی تا کہ اُن پر عمل کیا جائے لیکن اب ہمیں نیا عہد نامہ دیا جا چکا ہے اور یہی قوانین ہمارے لیے خُدا کے وعدے بن گئے ہیں۔اچھا بننے کے لیے خُدا کے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کی بجائے خُدا نے آپ کو اپنی الٰہی فطرت دینے کا وعدہ کیا۔
پس جب آپ دس احکامات کو پڑھیں تو اُن پر بطور اپنے لیے خُدا کے وعدے غور کریں۔
خُدا نے آپ کے دل کو بدلنے کا وعدہ کیا تا کہ آپ چوری نہ کریں،قتل نہ کریں،زنا نہ کریں،جھوٹ نہ بولیں اور لالچ نہ کریں۔
کیا آپ اپنی زندگی میں تبدیلی کے لیے تیار ہیں اگر آپ تیار ہیں تو اُسے قبول کریں اور دیکھیں کہ کیسے وہ آپ کو اپنی شبیہ پر واپس بحال کرتا ہے۔

آپ کی زندگی کے لیے خُدا کا مقصد

کیا آپ جانتے ہیں کہ خُدا نے آپ کو ایک مقصد کے لیے خلق کیا ہے؟ وہ آپ کی زندگی کے لیے ایک منصوبہ رکھتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنے آپ سے پوچھتے ہیں، میں دُنیا میں کیوں آیا ہوں؟ میں کہاں سے آیا ہوں؟ میں کہاں جا رہا ہوں؟ اِن سوالوں کا جواب تلاش کرنا مشکل نہیں۔ یہ تمام جوابات کلام مقدس میں موجود ہیں۔

پیدائش ۱: ۲۷ میں لکھا ہے، ''اور خُدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔'' اِس طرح اُس نے اُن کو نر و ناری پیدا کیا۔ انسان کو بنانے کا خُدا کا یہی مقصد تھا جو اُس کی شبیہ پر تخلیق کیا گیا۔ وہ الٰہی فطرت رکھتا تھا۔ محبت خُدا کا ڈی این اے (DNA) ہے۔ اِس لیے انسان بھی محبت کا پیکر تھا۔ لوقا ۳: ۳۸ میں ہم پہلے انسان کے بارے میں پڑھتے ہیں، جس کا نام آدم تھا اور وہ ''خُدا کا تھا''۔ لہٰذا جو کوئی الٰہی فطرت کا مالک ہے وہ خُدا کا بیٹا ہے۔ جب خُدا نے آدم اور حوا کو کہا کہ ''پھلو اور بڑھو'' (بچے جنو) تو وہ چاہتا تھا کہ یہ اور زیادہ بچوں کو جنم دیں۔

لیکن پھر ایک مسئلہ حائل ہو گیا۔ آدم اور حوا نے گناہ کیا اور اپنی الٰہی فطرت کھو دی۔ اُس وقت سے لے کر تاریخ ایک لمبی کہانی پر مشتمل ہے کہ کیسے دوبارہ خُدا کے فرزندوں کو محبت کے ڈی این اے (DNA) اور اُس کی شبیہ پر واپس لایا گیا۔

اِن سالوں میں انسانوں نے بہت سے مذاہب کا آغاز کیا اور لوگوں کو بتانے کی کوشش کی کہ کیسے کامل اور غیر فانی ہوا اور کیسے لوگ آسمان پر جا سکتے ہیں۔ اُن میں سے ہر مذہب تزکیہ نفس کی کچھ حالتوں پر انحصار کرتا اور انسانی فطرت کو قوت سے اچھا بنانے کی کوشش کرتا۔

کچھ مذاہب خُدا کی مدد پر انحصار کرتے ہیں، لیکن عام طور پر وہ انسان کی مرضی کی قدرت پر انحصار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خُدا صرف اُن کا معاون ہے۔

بائبل اِس کا ایک مختلف راستہ دکھاتی ہے۔

کلام مقدس کا منصوبہ

کلام مقدس ہمیں سکھاتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ پس جب آدم اور حوا نے گناہ کیا تو وہ فانی ہو گئے۔ اُس وقت سے یہ بات یقینی ہو گئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رہ سکتے۔

جب اُن کے بچے پیدا ہوئے تو موت (فنا پذیری) اُن میں بھی منتقل ہو گئی۔ آدم سے پیدا ہونے والا ہر ایک بچہ

اپنے باپ کی طرف سے فانی تخم رکھتا ہے۔ اِس فنا پذیری سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا اور وہ یہ تھا کہ انسان کی پیدایش میں جسمانی باپ کے کردار کو ختم کر دیا جائے۔ اور ایک بچہ مافوق الفطرت طور پر پیدا ہو۔
عام حالات میں ایسا ممکن نہ تھا۔ لیکن خُدا کی عقل نے اِسے کرنے کا ایک طریقہ ڈھونڈا۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ جسمانی باپ کی بجائے خُدا سے پیدا ہوا جائے۔ کیونکہ انسان آسمان سے غیر فانی تخم سے پیدا ہوا تھا۔
لیکن انسان یہ کیسے کر سکتا ہے؟ ہم سب اپنے جسمانی ماں اور باپ کے وسیلہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا اِس کے بغیر کسی انسان کا پیدا ہونا ممکن ہے؟
جی نہیں، آپ کے جسمانی بدن کبھی بھی غیر فانی نہیں ہوں گے آپ اِس بارے میں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن نئے سرے سے پیدا ہونے کا ایک طریقہ ہے اور وہی غیر فانی بدن حاصل کرنے کی کلید ہے۔

خُدا سے پیدا ہونا

کلام مقدس ہمیں بتاتا ہے کہ یسوع رُوح القدس کے وسیلہ سے پیدا ہوا۔ (متی ۱:۱۸) اِس وجہ سے اُسے ''خُدا کا بیٹا'' کہا گیا۔ اُس کا جنم ہم سب کے لیے ایک نظیر ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے۔ آئیں اِسے واضح کرتے ہیں۔
یسوع کے ایک شاگرد کا نام یوحنا تھا۔ اُس نے یسوع کے بارے میں لکھا،
''وہ اپنے گھر آیا اور اُس کے اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خُدا سے پیدا ہوئے۔'' (یوحنا ۱:۱۱-۱۳)
دُوسرے لفظوں میں، زیادہ تر لوگ یسوع پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ رُوح القدس کے وسیلہ سے پیدا ہوا۔ اُن کے نزدیک اِس کہانی پر یقین کرنا بعید القیاس ہے۔
یسوع کو رد کرنے سے وہ خُدا کے فرزند بننے کے الٰہی منصوبہ کو بھی رد کرتے ہیں۔ اُن میں سے زیادہ تر سوچتے ہیں کہ ابرہام کے فرزند ہونے کی وجہ سے وہ خُدا کے فرزند ہیں۔ لیکن ابرہام عظیم سورما ہونے کے باوجود فانی تھا۔ اِس لیے اُس کے تمام فرزند بھی فانی ہیں۔
یوحنا کہتا ہے کہ یسوع پر ایمان لانے کے وسیلہ سے ہمیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا گیا۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ لوگ خُدا کے فرزند نہیں ہو سکتے جو جسمانی طور پر ابرہام یا کسی بھی دُوسرے فانی انسان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔

جب ہم اپنے جسمانی والدین کے وسیلہ سے پیدا ہوتے ہیں تو یہ ''انسان اور جسم کی خواہش'' کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، ہمارے والدین اپنی مرضی سے ملے اور ہم اِس وسیلہ سے دُنیا میں آئے۔

لیکن خُدا کے فرزند خُدا کی مرضی سے پیدا ہوتے ہیں۔ خُدا اپنے بچوں کا باپ ہے۔ اِسی طریقے سے یسوع اِس دُنیا میں آیا۔ خُدا اُس کا باپ ہے، کیونکہ یسوع کی ماں مریم خُدا کے رُوح القدس کے وسیلہ سے حاملہ ہوئی۔ اگر وہ یوسف سے حاملہ ہوتی تو یسوع زمین کے دُوسرے انسانوں کی مانند ہوتا۔ وہ ایک اچھا آدمی ہوسکتا تھا اور شاید وہ ایک عظیم اُستاد اور نبی بھی ہوسکتا، لیکن وہ خُدا کا بیٹا نہیں ہوسکتا تھا۔

پطرس کی گواہی

پطرس یسوع کے شاگردوں میں سے ایک تھا۔ اُس نے ہمیں بتایا کہ ہم کیسے خُدا کے فرزند بن سکتے ہیں۔

'' کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خُدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو۔'' (۱۔ پطرس ۱:۲۳)

ہمارے بدن ہمارے جسمانی ماں باپ کے وسیلہ سے فانی تخم کے ذریعے پیدا ہوئے، لیکن پطرس اُن لوگوں کو لکھ رہا تھا جو دُوسری دفعہ غیر فانی تخم سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ ''تخم'' خُدا کا زندہ اور قائم کلام ہے۔

لیکن خُدا کا کلام کیسے کسی کو پیدا کرسکتا ہے؟

خُدا کا کلام رُوحانی بیج ہے۔ اِس میں خُدا کے فرزندوں کو پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ خُدا جنسی اعمال کے ذریعے اپنے فرزند پیدا نہیں کرتا جیسے عام بچے پیدا ہوتے ہیں۔ خُدا ہمیں، ہمارے کانوں (کلام سننے) کے ذریعے پیدا کرتا ہے۔

جب ہم خُدا کے کلام کو سنتے اور اُسے ایمان سے قبول کرتے ہیں تو خُدا ہمارے دلوں میں نئی زندگی پیدا کردیتا ہے۔ اور نئی زندگی ہمارے دلوں میں پروان چڑھنا شروع ہوجاتی ہے۔

یہ نئی زندگی محض ایک عقائدی نظام سے بڑھ کر ہے۔ اِس میں ہم خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ اِس سے ہم ایک نئی شناخت حاصل کرتے ہیں جو ہمارے جسمانی والدین کی شناخت سے مختلف ہوتی ہے۔ پولس رسول اِسے ''نئی انسانیت'' اور ''نیا انسان'' کہتا ہے۔

آپ کیسے خُدا کے فرزند بن سکتے ہیں

طویل عرصہ پہلے، خُدا نے وعدہ کیا کہ وہ زمین کے تمام لوگوں کو بچائے گا۔ خُدا میں اتنی طاقت تھی کہ وہ دُنیا کی تمام

بدی پر غالب آجائے۔خُدا عقل و دانش کا منبع ہے اِس لیے اُس نے ایک منصوبہ ترتیب دیا تا کہ اُس کا وعدہ معدوم نہ ہو۔

خُدا صرف یہ چاہتا تھا کہ اُس پر ایمان رکھا جائے۔بطور ایمان کی مثال، خُدا نے ابرہام سے کلام کیا اور اُسے ایک بیٹا عطا کرنے کا وعدہ کیا۔مسئلہ یہ تھا کہ اُس کی بیوی بچہ پیدا کرنے کے قابل نہیں تھی۔اُنہوں نے ایک لمبا عرصہ انتظار کیا، یہ عرصہ اتنا لمبا تھا کہ سارہ اتنی بوڑھی ہوگئی کہ وہ بچہ پیدا کرنے کے قابل نہ رہی۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ یہ وعدہ معدوم ہو گیا۔

لیکن اُن کا ایمان تھا کہ خُدا اُن کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو پورا کرے گا اگر چہ اُن کی بچہ پیدا کرنے کی اُمید دم توڑ چکی تھی۔اُن کی کہانی ہماری مثال ہے کہ اصل میں ایمان کیا ہے۔ایمان آپ کی اپنی قابلیت نہیں کہ آپ خُدا کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے اُس کی مدد کریں۔یہ اُس کی قابلیت پر اعتماد کرنے کا نام ہے کہ وہ اپنے وعدے اور کلام کو پورا کرتا ہے۔

کلام مقدس اِس وعدہ کو نیا عہد نامہ کہتا ہے۔یہ اُس کا وعدہ ہے کہ اُس نے ہم سب کو بنایا۔اُس نے ہم سے وعدہ کیا کہ وہ ہمیں واپس اپنی شبیہ پر بحال کرے گا اور ہماری فطرت کو بدل کر اپنی شریعت ہمارے دلوں پر کندہ کرے گا۔

اُس نے آدم کے گناہ کے اثرات کو بدلنے اور ہم سب کو غیر فانی بنانے کا وعدہ کیا تا کہ ہم وہ بن سکیں جس کا ارادہ خُدا ابتدا سے رکھتا تھا۔اِس بات کو پورا کرنے کے لیے یسوع آسمان سے نیچے آیا اور کنواری مریم سے پیدا ہوا تا کہ وہ زمین پر بطور انسان زندگی گزار سکے۔

وہ صلیب پر مرنے اور گناہ کا کفارہ ادا کرنے کے لیے آیا۔اُس نے مُردوں میں سے زندہ ہو کر گناہ پر غلبہ حاصل کیا۔اور خُدا کے وعدہ کے اگلے قدم کو پورا کرنے کے لیے چالیس دن بعد آسمان پر چڑھ گیا۔اِسی اثنا میں اُس نے خُدا کے دُوسرے فرزند پیدا کرنے کے لیے اپنے رُوح القدس کو بھیجا۔

آپ بڑی آسانی کے ساتھ اُن فرزندوں میں شامل ہو سکتے ہیں، اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کون ہیں۔

اگر آپ یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع خُدا کا بیٹا ہے اور وہ آپ کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے اِس زمین پر آیا تو پھر آپ خُدا کے فرزند بننے کے اہل ہیں۔

اِس بات کے لیے آپ کو اُس وقت تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں کہ جب تک آپ اپنی زندگی میں بدلاؤ نہیں لاتے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خُدا آپ کے دل اور آپ کی زندگی کو تبدیل کر دے گا۔اب وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ آپ ایمان لائیں اور وہ آپ کے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔

آپ کون ہیں؟

اگر آپ اِس کلام پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ اِس لیے ہے، کیونکہ خُدا پہلے سے ہی آپ کو یہ ایمان دے چکا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ کلام مقدس فرماتا ہے کہ یہ ایمان خُدا کا تحفہ ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں جسے آپ مثبت سوچ کے ذریعے اپنے آپ میں پیدا کر لیتے ہیں۔ حقیقی ایمان اِس بات کو جاننا ہے کہ جو وعدہ خُدا نے کیا ہے وہ سچا ہے اور یسوع مسیح اُس وعدہ کو پورا کرنے کے لیے زمین پر آیا۔

اگر آپ اِس پر ایمان رکھتے ہیں تو اِس بات سے باخبر ہوں کہ خُدا کا رُوح آپ کے دل میں ایک نئے انسان کو پیدا کر چکا ہے۔ آپ بطور واحد شخص پیدا ہوئے، لیکن جب آپ نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں تو آپ فوراً ہی دو شخصیات بن جاتے ہیں۔ اُن دو شخصیات میں سے آپ جس شخصیت کو چاہتے ہیں اُس کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

پرانی انسانیت جو آپ نے اپنے زمینی والدین سے پیدائش کے وقت حاصل کی وہ فانی ہے۔ لیکن نئی انسانیت آسمانی باپ کی طرف سے ہے جو غیر فانی ہے۔ یہ ایک قانونی معاملہ ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے کوئی شخص عدالت میں جا کر اپنا نام تبدیل کر کے نئی شناخت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ پس آپ الٰہی حضوری میں جا کر اپنی شناخت کی تبدیلی کے لیے دُعا کر سکتے ہیں۔

ایسا کرنا بہت مشکل نہیں۔ جب آپ دُعا کرتے ہیں تو الٰہی حضوری وہاں پر ہی موجود ہوتی ہے۔ یہاں ایک دُعا کا نمونہ ہے:

آسمانی باپ، میں تیرے سامنے آتا ہوں اور اِس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میں خُدا کا فرزند ہوں۔ میں اپنے فانی والدین کا فرزند ہونے کی شناخت کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک نئی شناخت دے اور میری مدد کر کہ میں بطور نیا انسان زندگی گزاروں۔ میری دُعا کو سننے اور آسمانی حضوری میں میری آسمانی شناخت قائم کرنے کے شکریہ۔

آپ کو اکثر اپنے آپ کو یاد دلانا چاہیے کہ بطور خُدا کے فرزند آپ کون ہیں۔ بہت سے لوگ جیسے ہی دوبارہ گناہ کرتے ہیں تو وہ تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ کو سمجھنا چاہیے کہ گناہ پرانی انسانیت ہے نہ کہ نئی انسانیت۔ نئی انسانیت کامل ہے اور گناہ نہیں کر سکتی۔ پس جب آپ گناہ کریں تو آپ کو سمجھنا چاہیے کہ اصل میں یہ آپ نہیں جو گناہ کر رہے ہیں۔

پس اپنے آپ کو یاد دلائیں کہ آپ کون ہیں۔ آپ کا نام آسمانی دفتر میں بطور خُدا کے فرزند درج ہے۔ اِس بات پر قائم رہیں اور کسی معاملے میں پریشان مت ہوں اور خُدا کی راہنمائی کے لیے دُعا کریں۔

آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جو کچھ نئی انسانیت آپ سے کہے اُسے کریں اور جو کچھ پرانی انسانیت کرنے کے لیے کہے اُسے نظر انداز کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور جیسے ہی آپ کلام خُدا کا مطالعہ

کریں گے آپ کی زندگی بتدریج تبدیل ہوتی جائے گی۔ اِس بات کی بنیادی کلید یہ ہے کہ اپنے آپ کو یہ یاد دلائیں کہ آپ کون ہیں اور پھر اپنی خود آگاہی کو اپنی نئی شناخت کی طرف مبذول کریں۔

نئی زندگی میں بطور خُدا کے فرزند خوش آمدید!

تخلیق کے لیے خُدا کا حیرت انگیز منصوبہ (حصہ اوّل)

بطور خالق خُدا کے حقوق

رومیوں ۱۱:۳۶ میں پولس رسول کہتا ہے،

''کیونکہ اُسی کی طرف سے اور اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے لیے سب چیزیں ہیں۔ اُس کی تمجید ابد تک ہوتی رہے۔ آمین۔''

جب پولس ''سب چیزوں'' کے بارے میں بات کرتا ہے تو وہ تخلیق کے بارے میں بات کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ تخلیق ''اُسی کے وسیلہ'' یا ''اُسی کی طرف سے'' وجود میں آئی۔ بالفاظ دیگر سب چیزیں خُدا کی ذات سے وجود میں آئیں۔ یہ عدم سے وجود میں نہیں آئیں۔ جیسے کچھ لوگوں نے غلطی سے ماضی میں اِس کے بارے میں سکھایا۔ خُدا بہ دل و جان مخلوق سے ربط میں ہے۔ یہ حقیقی طور پر اُس کی ذات کا حصہ ہیں۔ جب آدم کے وسیلہ گناہ اور موت اِس دُنیا میں آئی تو یہ خُدا کے بدن میں ایک بیماری کی مانند تھی جسے علاج اور شفا کی ضرورت تھی۔

جیسا پولس نے کہا، تاریخ سب چیزوں کا ''اُس کے وسیلہ'' جاری رہنے کا عمل ہے۔ جب تک سب چیزیں ''اُس کے پاس'' واپس نہیں چلی جاتیں۔ آخر میں اگر کوئی بھی چیز مندمل ہونے سے رہ گئی تو خُدا اِس بیماری کا درد ہمیشہ محسوس کرے گا۔ اور اگر کوئی بھی چیز اُس سے باہر رہ گئی وہ ہمیشہ کے لیے نامکمل ہو جائے گا۔

یقیناً ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ خُدا، خُدا ہے۔ اُس کے پاس سب چیزوں کا علاج ہے۔ اور اُس نے اپنی حکمت سے دُنیا کے لیے ایک منصوبہ بنایا اور وہ واقعی کامیاب ہوگا۔ اُس میں اِس منصوبہ کو یقینی بنانے کی قدرت ہے۔ وہ کبھی بھی ناکام نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ خُدا ہے۔

خالق کے حقوق

پیدائش ۱:۱ میں لکھا ہے،

''خُدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔''

یہ آیت ہمیں صرف یہ ہی نہیں بتاتی کہ کائنات کیسے تخلیق ہوئی بالکل یہ ہمیں بتاتی ہے کہ اِس کا بنانے والا کون ہے۔ پیدائش کی کتاب میں تخلیق کی کہانی ہمیں بتاتی ہے کہ خُدا نے تمام چیزوں کو خلق کرنے کے لیے چھ دن کام

کیا۔ وہ دن کتنے طویل تھے یہ بات اہمیت نہیں رکھتی۔ اہم بات یہ ہے کہ تخلیق خُدا کے کام کو ظاہر کرتی ہے۔
خُدا کی شریعت حقوق کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ حقوق اور رعائتوں کی وضاحت کرتی ہے۔ جائیداد کے حقوق کی بنیاد کسی کی محنت پر ہوتی ہے۔ کیونکہ خُدا نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا اِس لیے وہ اُن کا مالک ہے اور وہ اپنی مرضی، معیار اور فطرت کے مطابق اس پر حکومت کرنے کا حق رکھتا ہے۔
جب ہم فرنیچر بناتے ہیں تو اِس کے لیے ہم خُدا کی لکڑی بطور رعایت استعمال کرتے ہیں نہ کہ بطور حق۔ ہم اپنی مزدوری یا کام کے مالک ہوتے ہیں اور یہ حق کوئی بھی ہم سے لے نہیں سکتا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم فرنیچر کے مالک ہیں تو اصل میں ہم اُس لکڑی کے مالک نہیں ہوتے کیونکہ خُدا نے لکڑی کو اپنی محنت سے بنایا۔ ہم فرنیچر کے مالک ہیں لیکن لکڑی کے نہیں۔ کیونکہ قانون خُدا اور انسان دونوں کے کام کے حقوق کی عزت کرتا ہے۔

اختیار کیا ہے؟

خُدا اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اور انسان محض اختیار رکھتا ہے۔ خُدا کے کل اقتدارِ اعلیٰ کی بنیاد اِس حقیقت پر ہے کہ وہ خالق ہے۔ انسان کو اختیار پیدائش ۱:۲۸ میں خُدا کی طرف سے دیا گیا جب اُس نے آدم سے کہا ''پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور و محکوم کرو۔'' اختیار ہمیشہ کسی اعلیٰ طاقت کے ماتحت عمل کرتا ہے جو اختیار کو پیش کرتی ہے۔
اقتدارِ اعلیٰ ملکیت ہوتا ہے اور اختیار مختاری۔ خُدا خود مختار ہے اور انسان محض مختار اُسے ضرور اپنے اختیار کو اُس طریقہ سے استعمال کرنا ہے جو خُدا نے اپنے قوانین میں اُس کے لیے مقرر کیا ہے۔ انسان کے پاس اختیار نہیں کہ وہ خُدا کی مخلوق پر اِس طرح حکومت کرے کہ وہ اُس کے قوانین اور اُس کی فطرت کی خلاف ورزی کرے۔
ہم اِس قانون کو واضح طور پر اسرائیل کی کہانی میں دیکھتے ہیں جب خُدا نے ہر قبیلہ اور خاندان کو وعدہ کی سرزمین میں میراث دی۔ اسرائیلی سمجھتے تھے کہ وہ خُدا کے ماتحت مختار ہیں نہ کہ مالک، اور وہ کسی بھی طور پر حق نہیں رکھتے کہ خُدا کی ملکیت کو ایسے استعمال کریں جس سے خُدا کی فطرت کی خلاف ورزی ہو۔
خُدا کا ایک قانون تھا کہ اسرائیلی ہر ساتویں سال اپنی زمین کو آرام دیں اور پچاسویں سال (احبار ۲۵:۱۱) کو وہ سالِ یوبلی (اُس میں تمام قرضے معاف کر دیں) قرار دیں۔ پس اگر کوئی شخص نادار ہو اور اُسے اپنی زمین بیچنے کی ضرورت پیش آئی تو اُس کے پاس اُسے بیچنے کا اختیار رہے۔ لیکن پچاسویں سال وہ زمین ضرور ہی اُسے واپس کی جائے۔ اُسے اجازت نہیں تھی کہ وہ ہمیشہ کے لیے اُسے بیچے کیونکہ یہ زمین اُس کی نہیں کہ وہ بیچے بلکہ یہ خُدا کی ہے۔ خُدا احبار ۲۵:۲۳ میں فرماتا ہے،
''اور زمین ہمیشہ کے لیے بیچی نہ جائے کیونکہ زمین میری ہے اور تم میرے مسافر اور مہمان ہو۔''

اسرائیلیوں کے پاس اختیار تھا کہ وہ اپنی زمینوں کو سالِ یوبلی تک بیچ دیں۔ یہ فروخت محض اِس طرح تھی جیسے کوئی شخص کسی دُوسرے کو عارضی طور پر اپنی زمین ٹھیکے پر دے دیتا ہے۔
یہ قانون خُدا کے لامتناہی اقتدارِ اعلیٰ اور انسان کے محدود اختیار کو ظاہر کرتا ہے۔

اختیار کا غلط استعمال

صدیوں تک اسرائیلیوں نے اُس زمین کے تعلق سے اپنے اختیار کا غلط استعمال کیا جیسے وہ اُس زمین کے مالک ہیں اور وہ اپنی خوشی سے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ خُدا نے انبیا کے وسیلہ سے اُنھیں متعدد بار متنبہ کیا لیکن بیشتر لوگوں نے انبیا کو نظر انداز کر دیا۔ آخر کار خُدا نے اُنھیں بے دخل کر دیا اور اُن کو اسیری میں بھیج دیا۔ خُدا نے یرمیاہ ۲۷:۵، ۶ کے ذریعے اپنے عمل کی تائید کی، اُس نے فرمایا،
''کہ میں نے زمین کو اور انسان وحیوان کو جو رُوی زمین پر ہیں اپنی بڑی قدرت اور بلند بازو سے پیدا کیا اور اُن کو جسے میں نے مناسب جانا بخشا۔ اور اب میں نے یہ سب مملکتیں اپنے خدمت گزار شاہ بابل نبوکدنضر کے قبضہ میں کر دی ہیں اور میدان کے جانور بھی اُسے دِئے کہ اُس کے کام آئیں۔''
جب اسرائیلیوں نے خُدا کے خالق ہونے کے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو خُدا نے اُن کی عدالت کی اور یہ ملک بابل کے بادشاہ کو دے دیا۔ خُدا زمین پر اپنے اقتدارِ اعلیٰ کو استعمال کر رہا تھا اور ظاہر کر رہا تھا کہ انسان کا اختیار محدود ہے۔

اختیار اور آزاد مرضی

آزاد مرضی ایک فلسفیانہ تصور ہے۔ اختیار کی بنیاد قانون پر ہے اور اِس میں حقوق اور استحقاقات شامل ہوتے ہیں۔ بائبل انسانوں کو آزاد مرضی نہیں دیتی۔ یہ محض اُن کو اختیار دیتی ہے۔ اصل میں صرف خُدا ہی آزاد مرضی رکھتا ہے۔
جب انسان انتخاب کرتے ہیں تو وہ اپنے اختیار کی مشق کرتے ہیں۔ اختیار خُدا کے ماتحت استحقاق ہے۔ آزاد مرضی کسی کو خوش کرنے کا حق تسلیم کی جاتی ہے یا آزادی سے کیا جانے والا کسی کا عمل تصور کی جاتی ہے۔ جب انسان آزاد مرضی کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو مقتدرِ اعلیٰ تصور کرتے ہیں جو خُدا کے اقتدارِ اعلیٰ کے اختیار کی نفی ہے۔
انسان کو اختیار دیا گیا لیکن اُنھوں نے اپنے اختیار کی حدود کو نہ سمجھا۔ آزاد مرضی کے ذریعے اُسے رد کرنے سے اُنھوں نے جلد ہی خُدا کی نافرمانی اور گناہ کے حق کا تقاضا کیا۔ خُدا نے ہمیں وہ حق نہیں دیا۔

انسان کے اپنے اختیار کے ناجائز استعمال کی قابلیت ہرگز اُس کی آزاد مرضی کو ثابت نہیں کرتی۔ یہ محض اِس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خُدا نے انسان کو ایک مدت کے لیے نافرمانی کی اجازت دی۔لیکن آخر میں انسان کا اختیار ختم ہو جائے گا کیونکہ قانوناً یہ محدود ہے۔ کچھ جگہوں پر خُدا بطور خالق اپنے حقوق کا اظہار کرتا ہےاور انسان کے پاس کوئی انتخاب نہیں ماسوا اِس کے کہ وہ اُس کی مرضی کو پورا کرے۔

ملکیت کی ذمہ داری

خُدا کی ملکیت کا یہ مطلب ہے کہ وہ تخلیق کا ذمہ دار ہے۔خُدا کی شریعت نے اِس بات کو واضح کیا کہ ملکیت ذمہ داری کا نتیجہ ہے۔مثال کے طور پر اگر ایک بیل کسی کو مارتا ہے تو بیل کو سزا دی جا سکتی ہے لیکن بیل کو سزا دینا کسی بھی طور پر مالک کو ذمہ داری سے استثنیٰ نہیں دیتا۔ مالک تب بھی زخمی شخص کو معاوضہ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

خروج ۲۱:۳۲ میں مرقوم ہے،

''اگر بیل کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ سے مارے تو مالک اُس غلام یا لونڈی کے مالک کو تیس مثقال روپے دے اور بیل سنگسار کیا جائے۔''

اِسی طرح اگر کوئی شخص گڑھا کھودتا ہے تو وہ اُس کا مالک ہے کیونکہ اُس نے محنت سے اُسے کھودا ہے۔لیکن اگر وہ اُس کو بغیر ڈھانپے چھوڑ دیتا ہےاور کوئی بیل یا گدھا اُس میں گر جاتا ہے تو مالک اُس نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

خروج ۲۱:۳۳،۳۴ میں مندرج ہے۔

''اور اگر کوئی آدمی گڑھا کھولے یا کھودے اور اُس کا منہ نہ ڈھانپے اور کوئی بیل یا گدھا اُس میں گر جائے۔تو گڑھے کا مالک اِس کا نقصان بھر دے اور اُن کے مالک کو قیمت دے اور مرے ہوئے جانور کو خود لے لے۔''

جیسا ہم نے دیکھا، خُدا اُن لوگوں کی عدالت کرنے کا حق رکھتا ہے جو اپنے اختیار کا غلط استعمال کرتے ہیں۔

شریعت کہتی ہے کہ اگر کوئی بیل کسی کو مارتا ہے تو اُسے سنگسار کیا جائے لیکن بیل کا مالک ضرور ہی معاوضہ ادا کرے۔ یہ اِس لیے ہے کیونکہ مالک اپنے بیل کے عمل کا ذمہ دار ہے۔

ایسا اُس شخص کے لیے بھی ہے جو آگ لگاتا ہےاور وہ آگ قابو سے باہر ہو جاتی ہے۔وہ شخص جس نے آگ لگائی کسی دُوسرے شخص کے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔جس نے آگ لگائی وہ اُس آگ کا مالک ہے۔خُدا خروج ۲۲:۶ میں فرماتا ہے،

''اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں لگ جائے اور اناج کے ڈھیر یا کھڑی فصل یا کھیت کو جلا کر بھسم کر دے تو جس نے آگ جلائی ہو وہ ضرور معاوضہ دے۔''

اِس کی بہت سی بائبلی مثالیں موجود ہیں اور اِن سب کی بنیاد اِسی اصول یا قانون پر ہے۔ ایک تخلیق کار اپنی بنائی گئی چیز کا مالک ہے جس کے لیے اُس نے محنت کی۔ اور اِسی لیے وہ اپنی بنائی گئی چیز کا ذمہ دار ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ اگر اُس کی بنائی گئی چیز کسی دُوسرے کی املاک کو نقصان پہنچاتی ہے تو وہ اِس کا ذمہ دار ہے۔

اصل میں یہ کیا نکتہ ہے؟

خُدا نے انسان کو تخلیق کیا۔ خُدا تمام انسانوں کا مالک ہے۔ لٰہذا خُدا تمام انسانوں کا ذمہ دار ہے۔ خُدا ایک ایسی کامل دُنیا بنا سکتا تھا جہاں پر کوئی بھی گناہ کرنے کے قابل نہ ہوتا۔ لیکن اُس نے ایسا نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسا کرنا اُسے پوری دُنیا کے گناہ کا ذمہ دار ٹھہرا سکتا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ سب نے گناہ کیا اور سب آدمیوں نے ایک دُوسروں کو نقصان پہنچایا۔ کچھ نے دُوسروں کو اپنے سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ انسان نے اپنے اختیار کا ناجائز استعمال کیا۔ اور یقیناً خُدا اُس کے اختیار کے درجے کے مطابق اُسے ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ لیکن کیونکہ خُدا خالق ہے اِس لیے اُس کا قانون (فطرت) اُسے انسان کے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ اِسی وجہ سے خُدا نے یسوع مسیح کو زمین پر بھیجا کہ وہ دُنیا کے گناہوں کا کفارہ دے۔ خُدا نے اپنی مخلوقات کے اعمال کے لیے خود کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ اِس کی پیشین گوئی ذمہ داری کے قانون کے بشمول ہر قانون میں کی گئی۔

انسان کا محدود اختیار

یاد کریں یرمیاہ ۲۷:۵ میں کیا لکھا ہوا ہے؟ جس کا اقتباس ہم نے پہلے کیا۔ خُدا نے کہا کہ میں نے زمین کو اور انسان و حیوان کو جو رُوی زمین پر ہیں اپنی بڑی قدرت اور بلند بازو سے پیدا کیا۔ اِس کا مطلب ہے کہ تخلیق کے اختیار کی وجہ سے خُدا سب کا مالک ہے۔

انسان نے اپنے آپ کو نہیں بنایا اِس لیے وہ اپنا مالک نہیں ہے۔ اُسے اپنے اُوپر اختیار ہے لیکن وہ مکمل طور پر خود مختار نہیں۔ انسان کا اختیار محدود ہے یہاں تک کہ اُس کی اپنی تقدیر پر بھی اُس کا کوئی اختیار نہیں۔

پیدائش ۲:۷ کی وساطت سے ہم نے جانا کہ، ”خُداوند خُدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا۔“ تخلیق کے اختیار کی وجہ سے خُدا تمام مٹی کا مالک ہے۔ اِسی وجہ سے جب احبار میں بیان کیا گیا، ”زمین میری ہے“ اور یہ ”ہمیشہ کے لیے بیچی نہ جائے“ اِس کا آپ پر اتنا ہی اطلاق ہوتا ہے جتنا جائیداد کا اُس کے رکھنے والے پر۔

اگرچہ انسان اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھوں بیچ سکتا ہے۔ یہ سوچتے ہوئے کہ ”آزاد مرضی“ کی وجہ سے اُسے یہ اختیار حاصل ہے۔ تاہم وہ اپنے آپ کو مستقل طور پر بیچ نہیں سکتا۔ کیونکہ اُس کے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔ خُدا کا

اُس پر مالکانہ اختیار ہے۔خُدا نے یقیناً اُسے یہ اختیار دیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو وہ اپنے آپ کو شیطان کے ہاتھ بیچ سکتا تھا،لیکن آخر میں سب چیزیں اُسی کے پاس واپس آئیں گی۔یوبلی کا قانون اِس کا تقاضا کرتا ہے۔

انسان کا اپنی ذات اور اپنی زمین پر اختیار اُس وقت ختم ہو جاتا ہے جب خُدا کے اقتدار اعلیٰ کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ ایک عظیم یوبلی (Jubilee) آ رہی ہے اور خُدا تخلیق کے حق کی وجہ سے اُن تمام چیزوں کا دوبارہ سے دعویٰ کرے گا جو اُس کی ہیں۔جی ہاں، وہ حقیقت میں یہ حق رکھتا ہے۔

تخلیق کے لیے خُدا کا حیرت انگیز منصوبہ (حصہ دُوم)

خُدا کی رحم دلانہ عدالت

اگر آپ کسی مسیحی کو جانتے ہیں تو امکانات ہیں کہ اُنھوں نے آپ کو کہا ہوگا کہ اگر آپ نے یسوع، اُن کے چرچ یا تنظیم کو قبول نہ کیا تو آپ جہنم میں جائیں گے۔

اصل میں بائبل مقدس ایسا نہیں سکھاتی۔ بائبل مقدس بتاتی ہے کہ پاتال قبر ہے اور یہ عارضی جگہ ہے کیونکہ مُردوں کے جی اُٹھنے پر اِس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور نہ ہی یہ آگ میں شعوری اذیت کی جگہ ہے۔

''آگ'' خُدا کی عدالت کے لیے ایک استعارہ ہے۔ خُدا کے قانون نے کبھی بھی اذیت کو بطور گناہ کی سزا مقرر نہیں کیا۔ کیونکہ عدالت کی سزا ہمیشہ جرم کے براہ راست تناسب سے ہوتی ہے۔ اور اُسے ضرور ہی کسی نہ کسی نقطے پر ختم ہونا چاہیے۔ کوئی بھی انسان اپنی زندگی میں اتنے گناہ نہیں کرتا کہ اُن کے بدلے اُسے ہمیشہ کی سزا دی جائے۔

کلام مقدس بیان کرتا ہے کہ خُدا کی عدالت ایک ''زمانہ'' (eonian) ہے نہ کہ ہمیشہ رہنے والی۔ ''eon'' کا مطلب ''ایک زمانہ'' ہے جو ایک غیر متعینہ یا نامعلوم وقت ہے۔ اصل میں یہ عبرانی لفظ ''olam'' کا یونانی مترادف ہے۔ جس کا مطلب پوشیدہ یا نامعلوم وقت بھی ہے۔ آخر میں یوبلی کا قانون عدالت کو انچاس (۴۹) سالوں میں محدود کرتا ہے۔

خُدا کی شریعت خُدا کی فطرت کا اظہار ہے۔ خُدا محبت ہے۔ خُدا کی عدالت محبت سے خالی نہیں ہے۔ کبھی نہ ختم ہونے والی سزا محبت کا اظہار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو بغیر معاف کیے ہمیشہ سزا دیتے ہیں تو ایسا کہنا بہت مشکل ہو سکتا ہے کہ ہم اُن سے محبت کرتے ہیں۔

خُدا کی ذات کے ساتھ بھی یہ ایسے ہی ہے۔ خُدا کی عدالت اُس کے بچوں کو دُرست کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے نہ کہ اُنھیں کھونے اور تباہ کرنے کے لیے۔ الٰہی عدالت کا مقصد ہمیشہ اچھائی ہے کیونکہ اِس کا مقصد اُن کے خُدا کے ساتھ رشتے کو بحال کرنا ہے۔ خُدا کی عدالت رحم دلانہ ہے۔

آتشی شریعت

کتابِ مقدس موجودہ زمانے کے آخر میں آخری عدالت کے بارے میں بات کرتی ہے۔ وہ سب لوگ جو ماضی

میں مرے مُردوں میں سے جی اُٹھیں گے اور اُن کو حساب دینے کے لیے خُدا کے تخت کے سامنے حاضر کیا جائے گا۔

تمام بے ترتیبی کو دُرست کر دیا جائے گا اور خُدا کے قانون کے مطابق ناانصافی کے شکار تمام افراد کو معاوضہ دیا جائے گا۔خُدا کے قانون کے اطلاق کی تصویر کشی بطور'' آگ'' کی گئی لیکن یہ ہرگز حقیقی طور پر نہیں ہے۔

اِس استعارہ کی بنیاد استثنا ۲:۳۳ میں بیان کی گئی قانونی اصطلاح ہے۔ جہاں لکھا ہے، ''آتشی شریعت'' جب خُدا نے اسرائیل کو دس احکام دیے تو اُس نے آگ میں سے کلام کیا (استثنا ۵:۲۴) کیونکہ شریعت خُدا کی فطرت کا مکاشفہ تھی، یہ بھی لکھا ہوا ہے،

''کیونکہ خُداوند تیرا خُدا بھسم کرنے والی آگ ہے۔'' (استثنا ۴:۲۴)

بعد میں دانی ایل نبی نے ایک رُویا دیکھی جہاں اُس نے دیکھا کہ خُدا ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ دانی ایل ۷:۹، ۱۰ میں لکھا ہے،

''اُس کا تخت آگ کے شعلہ کی مانند تھا اُس کے پہیے جلتی آگ کی مانند تھے۔۔۔عدالت ہو رہی تھی اور کتابیں کھلی تھیں۔''

تخت شریعت کی قدیم علامت ہے۔ جب ایک بادشاہ یا منصف تخت پر بیٹھا ہوتا ہے تو وہ لوگوں کا انصاف ریاست کے قانون کے مطابق کرتا ہے۔ اِس لیے جب خُدا کے تخت کی تصویر کشی بطور آگ اور آگ کے دریا کے ساتھ کی جاتی ہے اور لوگ اُس میں سے اُٹھ رہے ہیں تو یہ خُدا کی شریعت کی عدالت کی تصویر کشی کرتی ہے۔

شریعت ناانصافیوں کو دُرست کرتی ہے اور تمام ناانصافیاں کرنے والوں پر دباؤ ڈالتی ہے کہ وہ اُسے حذف (قلع قمع) کریں۔عموماً اِس میں متاثرین کو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ اِس طرح کی عدالت کا حتمی مقصد گنہگاروں کو سزا دینا نہ تھا بلکہ تادیب کے ذریعے اُن کو بحال کرنا تھا۔

خُدا کی شریعت کا مقصد ہمیشہ محبت کی عکاسی کرنا تھا۔اصل میں شریعت نے گنہگاروں کو بھی کچھ یقینی حقوق دیے۔ گنہگاروں کے پاس حق تھا کہ اُنھیں غیر متناسب سزا نہ دی جائے۔ وہ سزا ہمیشہ جرم سے براہ راست متناسب ہوتی تھی۔خروج ۲۲:۱۔۴ میں لکھا ہے،

''اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرا لے اور اُسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔۔۔اگر چوری کا مال اُس کے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا یا بھیڑ تو وہ اُس کا دُونا بھر دے۔''

آج کل جانوروں کی چوری نہایت ہی ادنیٰ قسم کی چوری میں شمار ہوتی ہے۔اکثر اوقات لوگ ایسی چیزیں بھی چرا لیتے ہیں جو بہت قیمتی ہوتی ہیں۔ایسی صورت میں شریعت کا فیصلہ عام طور پر چور کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اُس چیز کی چار یا پانچ گنا قیمت ادا کرنے کی بجائے اُس کا دُونا معاوضہ ادا کرے۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ خُدا کی شریعت کا فیصلہ ہمیشہ جُرم کے براہ راست تناسب کے مطابق ہوتا ہے۔خُدا کی شریعت راست عدالت کا معیار قائم کرتی ہے۔وہ حقیقی انصاف کی تعریف،اُس کی فطرت اور اُس کی محبت کے مطابق قائم کرتی ہے۔اذیت خود ایک گناہ ہے،اور یہی وجہ ہے کہ یہ خُدا کی مرضی اور اُس کی فطرت کے برعکس ہے۔

گناہ کو بطور قرض پیش کیا گیا

خُدا کے نظامِ عدل میں تمام گناہوں کو بطور قرض شمار کیا جاتا ہے۔اِسی وجہ سے دُعا رَبّانی دو مختلف طریقے بیان کرتی ہے۔

متی ۶:۱۲ میں لکھا ہے،

''اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔''

لوقا ۱۱:۴ میں لکھا ہے،

''اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے ہر قرض دار کو معاف کرتے ہیں۔''

اگر ایک شخص نے اپنے پڑوسی کے خلاف گناہ کیا تو انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنے پڑوسی کو معاوضہ ادا کرے۔معاوضے کی رقم کا تعین جرم کی سنگینی سے کیا جاتا تھا۔اگر گنہگار اپنا معاوضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اُسے جیل میں نہ بھیجا جاتا بلکہ اُسے کام پر لگایا جاتا تاکہ وہ اپنا معاوضہ ادا کرے۔

خروج ۲۲:۳ میں شریعت بیان کرتی ہے،''اگر اُس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ چوری کے لیے بیچا جائے۔'' بالفاظ دیگر اُسے اُس شخص کے لیے کام کرنا پڑتا جو اُس کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے آمادہ ہوتا۔اُس کی سزا ایک دن،ایک ہفتہ،ایک مہینہ یا کئی سالوں تک محیط ہو سکتی تھی۔اِس کا انحصار اُس جرم کی سنگینی اور اُس معاوضہ کی رقم پر تھا۔

لیکن خدا کی شریعت جیلوں کو ایسی اجازت نہیں دیتی ہے۔جیل گنہگاروں اور متاثرین دونوں کے حقوق کی پامالی کرتی ہے۔اگر ایک چور کو جیل بھیج دیا جاتا ہے تو اُسے سزا مل جاتی ہے لیکن انصاف کو کالعدم چھوڑ دیا جاتا ہے۔متاثرہ شخص شاذونادر ہی اپنے نقصان کا بدلہ پاتا ہے۔اور گنہگار کو بھی متاثرہ شخص کو معاوضہ ادا کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔پھر وہ کیسے معافی کو حاصل کر سکتا ہے؟

خُدا کے انصاف کا دوہرا مقصد ہے۔اولاً،یہ متاثرہ شخص کے نقصان کی تلافی کرتا ہے،اور ثانیاً یہ گنہگار کے لیے

معافی کے حصول اور قوم میں بحالی کا راستہ مہیا کرتا ہے۔ جب تک یہ دونوں مقاصد پورے نہیں ہو جاتے اُس وقت تک حقیقی انصاف پورا نہیں ہوگا۔

جب بحالی ممکن نہیں ہوتی

کچھ ایسے بھی جرائم تھے جن پر معاوضہِ بحالی کے قانون کا اطلاق نہیں ہوسکتا تھا۔گھات لگا کر قتل کرنا، شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا اوراغوا۔ یہ اُن جرائم کی کچھ اقسام ہیں۔ اِن تمام جرائم کی سزا موت تھی اگر متاثرہ شخص مجرم کو معاف نہیں کرتا۔

موت کی سزا حتمی عدالت نہیں ہے۔موت کی سزا، عدالت کو اُس وقت تک ملتوی کرتی ہے جب تک اعلیٰ عدالت بعد میں اِس پر فیصلہ نہیں سناتی۔قتل کی بحالی کسی صورت ممکن نہیں کیونکہ دُنیاوی عدالت میں قانونی ترتیب کو بحال کرنے کی قابلیت کا فقدان ہے۔اِس لیے یہ معاملہ اعلیٰ عدالت میں پیش کیا گیا۔

جب خُدا آخری وقت میں مُردوں کو زندہ کرے گا اور دُنیا کی عدالت کرے گا تو وہ اِس مسئلہ سے بھی نپٹے گا کیونکہ خُدا کے پاس اِس مسئلہ کو حل کرنے کی قدرت ہے۔اولاً، اُسے مُردوں کو زندہ کرنے کا اختیار ہے۔ثانیاً، وہ قاتل کو دو عام زندگیوں کو گزارنے کا اختیار دے سکتا ہے۔یہ حل ہماری دُیناوی عدالتوں میں ممکن نہیں لیکن خُدا کسی پابندی کا مقید نہیں ہے۔

مستقبل میں موت کی سزا کو اعلیٰ عدالت میں بطور ایک التجا دیکھا جائے گا۔گنہگار کو جہنم میں ہمیشگی کی سزا نہیں دی گئی بلکہ بادشاہی کی خدمت میں مشقت کی سزا دی جائے گی۔

یہی ''آگ کی جھیل'' یا شریعت کی عدالت ہے۔گنہگار کو آگ میں اذیت دینا ناانصافی کے شکار کو کبھی بھی معاوضہ نہیں دے سکتا۔اور نہ ہی ہمیشہ کی سزا گنہگار کو مکمل معافی کی جگہ پر بحال کرسکتی ہے۔

جہنم کیا ہے؟

انگریزی زبان کا لفظ ''hell'' ایک قدیم لفظ ہے جو قبر، کسی شخصی یا کسی چیز کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ ہمارے پاس انگریزی زبان کے بہت سے الفاظ ہیں جو اِن معنوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ''ہیلمٹ'' (helmet) کسی کے سر کو ڈھانپتا ہے۔لفظ ''helot'' غلام یا کسی ایسے شخص کو ظاہر کرتا ہے جو کسی مالک کے اختیار کے تحت ہے۔آلوؤں کو زیرِ زمین سردابہ (تہ خانہ) میں رکھنے کے لیے ''hell'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔لفظ ''hell'' خُدا کی شریعت میں بیان نہیں کیا گیا جب تک ہم بائبلی انداز میں اِس کی وضاحت نہیں کرتے۔دوزخ بذاتِ خود محض ''قبر'' ہے جیسے ہم ۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۵ میں پڑھتے

ہیں جہاں پولس کہتا ہے،
''اے موت(hell) تیری فتح کہاں رہی؟
اے موت تیرا ڈنک کہاں رہا؟''
یہ واحد موقع ہے جب پولس اپنی تحریرات میں لفظ ''hell'' استعمال کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ موت(hell) خود ختم ہو جائے گی۔ وہ ہوسیع ۱۳:۱۴ کا اقتباس کر رہا تھا۔
''میں اُن کو پاتال کے قابو سے نجات دُوں گا میں اُن کو موت سے چھڑاؤں گا۔ اے موت تیری وبا کہاں ہے؟ اے پاتال تیری ہلاکت کہاں ہے؟ میں ہرگز رحم نہ کروں گا۔''
خُدا ہمیں کہہ رہا تھا کہ وہ پاتال اور موت کو ختم کر دے گا۔ وہ یہ کیسے کرے گا؟ مُردوں میں سے زندہ کرنے کے وسیلہ سے۔ آخر میں مُردوں میں جی اُٹھنا پاتال کو ختم کر دے گا، جیسے زندگی موت کو ختم کر دیتی ہے۔ ہم مکاشفہ ۲۰:۱۴ میں پڑھتے ہیں،
''پھر موت اور عالمِ ارواح آگ کی جھیل میں ڈالے گئے۔''
پہلی موت آدم کے گناہ کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اُس کے گناہ کی وجہ سے موت ہم پر وارد ہوگئی۔ دُوسری موت ہمارے اپنے گناہوں کی سزا کا نتیجہ ہے۔ دُوسری موت ''آگ کی جھیل'' ہے جو دانی ایل ۷:۱۰ کے مطابق ''آتشی دریا'' سے تشکیل دی گئی۔ صرف اُسی وقت کسی شخص کی حقیقی آگ سے عدالت کی جا سکتی ہے۔ اگر اُس نے کسی دُوسرے کو جلایا۔ یہاں ایک بار پھر عدالت جُرم پر موزوں آتی ہے۔ خروج ۲۱:۲۴، ۲۵ میں لکھا ہے،
''اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔
جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔''
پس اگر کوئی شخص غیر منصفانہ طور پر کسی کو زندہ جلاتا ہے تو وہ آخری عدالت میں اِسی سلوک کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود درد ہمیشہ کے لیے نہیں ہو سکتا۔

معافی ہی حتمی مقصد ہے

کلامِ خُدا میں لکھا ہے کہ ہم سب نے گناہ کیا۔ سوال یہ نہیں کہ ہم کتنے گنہگار ہیں بلکہ یہ ہے کہ ہم کیسے معافی اور خُدا کے ساتھ اپنے رشتے کو بحال کر سکتے ہیں جو ہم سے محبت کرتا ہے۔
یہ بہت اچھا ہے کہ ہم اُن کو معاوضہ ادا کریں جن کے خلاف ہم نے گناہ کیا۔ ایسا کرنے سے زمینی رشتے بحال ہو سکتے ہیں۔ تاہم سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم خُدا کی معافی کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور اُس کے ساتھ اپنے

رشتے کو کیسے بحال کر سکتے اور ویسے بن جائیں جیسا خُدا ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔

متاثرہ شخص کے حقوق کی شریعت کو جاننا ایک کلید ہے۔ جرم کا نشانہ بننے والے متاثرہ شخص کے پاس حق ہے کہ اُسے معاوضہ ادا کیا جائے لیکن اُس کے پاس معاف کرنے کا بھی حق ہے۔ جب یسوع مسیح صلیب پر تھا تو اُس نے ہر ایک گناہ کی ذمہ داری اپنے اُوپر لے لی اور اِس طرح وہ ہر کیے جانے والے گناہ کا متاثر بن گیا۔

اِس بات نے قانوناً اُسے حق دے دیا کہ وہ تمام نسل انسانی کے گناہ کو قائم کرے یا اُسے معاف کرے۔ لوقا ۲۳:۳۴ میں لکھا ہے کہ اُس نے اُن کو معاف کرنے کا انتخاب کیا،

اُس نے دُعا کی، ''اے باپ، اِن کو معاف کر۔''

اِس طرح خُدا کی شریعت نے دُنیا کو آزاد کر دیا کیونکہ شریعت کے پاس یسوع کی درخواست کو رد کرنے کا حق نہیں تھا۔ یسوع اپنے حقوق کو جانتا تھا اور اُسے اپنے مرنے کے مقصد کا بھی علم تھا۔ خُدا کی عدالت یقیناً رحم دلانہ ہے۔

تخلیق کے لیے خُدا حیرت انگیز کا منصوبہ (حصہ سوم)

امیر آدمی اور لعزر

امیر آدمی اور لعزر کی تمثیل (لوقا۱۶: ۱۹-۳۱) ہمیشہ کے عذاب کے بارے میں تعلیم دینے کے لیے بنیادی حوالہ ہے۔ اِس تمثیل میں یسوع ایک امیر آدمی کے بارے میں بات کرتا ہے جو موا اور عالمِ ارواح (hades) میں چلا گیا۔ اِس امیر آدمی کا موازنہ ایک غریب آدمی لعزر نام سے کیا گیا ہے، جو مرا اور اُسے ابرہام کی گود میں پہنچا دیا گیا۔ عام طور پر اِس کا ترجمہ "آسمان" کیا جاتا ہے۔

اِس تمثیل میں بادشاہی تمثیل کی بجائے بعداز زندگی کے مناظر کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ تاہم یہ تمثیل بادشاہی کی پانچ تمثیلات کا نکتہ عروج ہے، جسے لوقا نے اپنا نکتہ بیان کرنے کے لیے مخصوص انداز سے ترتیب دیا ہے۔ اگر ہم لعزر کی تمثیل کو اِس کے سیاق وسباق سے ہٹ کر دُوسری تمثیلات کے ساتھ جوڑیں تو یقیناً ہم اِس کی تشریح کر پائیں گے۔ وہ پانچ تمثیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کھوئی ہوئی بھیڑ (لوقا۱۵: ۳-۷)

۲۔ کھویا ہوا سکہ (لوقا۱۵: ۸-۱۰)

۳۔ کھویا ہوا بیٹا (لوقا۱۵: ۱۱-۳۲)

۴۔ بددیانت مختار (لوقا۱۶: ۱-۱۳)

۵۔ دولت مند آدمی اور لعزر (لوقا۱۶: ۱۹-۳۱)

چوتھی تمثیل کے بعد لوقا۱۶: ۱۴ میں بتایا گیا ہے کہ "فریسی جو زردوست تھے اِن سب باتوں کو سن کر اُسے ٹھٹھے میں اڑانے لگے۔ اُس نے اُن سے کہا۔۔۔۔" پس پانچویں تمثیل براہ راست فریسیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ "امیر آدمی" کی عکاسی کرتے تھے۔

اگرچہ اِس تمثیل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ امیر لوگ جہنم میں جائیں گے اور غریب لوگ جنت میں جائیں گے۔ یہ بادشاہی کی تمثیل ہے جس کی جڑیں پرانے عہد نامہ میں ہیں۔ خُدا کی پہلی بادشاہت کو اسرائیل کہا گیا۔

کھوئی ہوئی بھیڑ

اِس سلسلہ کی پہلی تمثیل میں بتایا گیا ہے کہ یسوع کیسے ننانوے (۹۹) بھیڑوں کو چھوڑ کر ایک کھوئی ہوئی بھیڑ کی

تلاش میں جاتا ہے۔

یرمیاہ نبی اپنی کتاب میں کہتا ہے، ''میرے لوگ بھٹکی ہوئی بھیڑوں کی مانند ہیں۔'' (یرمیاہ ۵۰:۶) پس ''بھیڑ'' لوگ ہیں۔

یہ تمثیل یسوع نے بنیادی طور پر حزقی ایل چونتیسویں (۳۴) باب سے لی، جہاں نبی نے پوراباب اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑ کے بارے میں لکھا۔

حزقی ایل ۳۴:۶ میں خُدا نے اِس بڑے مسئلہ پر بات کی:

''میری بھیڑیں تمام پہاڑوں پر اور ہر ایک اونچے ٹیلے پر بھٹکتی پھرتی تھیں۔ ہاں میری بھیڑیں تمام رُوی زمین پر تتر بتر ہوگئیں اور کسی نے نہ اُن کو ڈھونڈا نہ اُن کی تلاش کی۔''

خُدا کھوئی ہوئی بھیڑوں کی دیکھ بھال نہ کرنے کی وجہ سے انبیا اور منادی کرنے والوں کو جھڑکتا ہے۔ بہت سے لوگ عمومی طور پر اِس کا اطلاق دور حاضرہ کے منادی کے کام پر کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک معقول اطلاق ہے۔لیکن یہ اِس سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ یہاں نبی اسرائیلیوں کے بارے میں بات کر رہا تھا جو اسور کی غلامی (۷۲۱ ق م) میں چلے گئے۔

کیونکہ پوری تاریخ میں انبیا اور منادوں نے اُن کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش نہ کی۔ خُدا نے حزقی ایل ۳۴:۱۱ میں فرمایا، ''کیونکہ خداوند خُدا فرماتا ہے دیکھ میں خود اپنی بھیڑوں کی تلاش کروں گا اور اُن کو ڈھونڈ نکالوں گا۔'' سولہویں آیت میں لکھا ہے، ''میں گم شدہ کی تلاش کروں گا اور خارج شدہ کو واپس لاؤں گا اور شکستہ کو باندھوں گا اور بیماروں کو تقویت دُوں گا۔''

لوقا پندرہویں (۱۵) باب میں بیان کی گئی تمثیل ظاہر کرتی ہے کہ یسوع ہی وہ شخص تھا جس نے حزقی ایل کی اِس پیشین گوئی کو پورا کیا۔ اچھا چرواہا جو بھیڑوں کی تلاش کرتا ہے وہ یسوع ہے۔ وہ بھیڑ، کھوئے ہوئے اسرائیلی اور دُوسرے لوگ ہیں جو اسرائیلیوں کے ساتھ جمع ہوں گے۔ یسعیاہ ۵۶:۸ میں لکھا ہے،

''خُداوند خُدا جو اسرائیل کے پراگندہ لوگوں کو جمع کرنے والا ہے یوں فرماتا ہے کہ میں اُن کے سوا جو اُسی کے ہو کر جمع ہوئے ہیں اوروں کو بھی اُس کے پاس جمع کروں گا۔''

اِس حوالہ کا سیاق وسباق ظاہر کرتا کہ خُدا صرف اسرائیلیوں کو ہی نہیں بلکہ دُوسرے لوگوں کو بھی جمع کرے گا، کیونکہ جیسا اُس نے پچھلی آیت میں کہا، ''میرا گھر سب لوگوں کی عبادت گاہ کہلائے گا۔'' (یسعیاہ ۵۶:۷)

اِسی وجہ سے جب یسوع نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تو انہیں حکم دیا، ''اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔'' (متی ۱۰:۶) وہ اُن کو یہودیہ میں موجود یہودیوں کے پاس نہیں بھیج رہا تھا۔

کھویا ہوا سکہ

کھوئے ہوئے سکے کی تمثیل کھوئی ہوئی بھیڑ کی تقلید کرتی ہے۔ یہ بنیادی طور پر پہلی تمثیل کی طرح ہی ہے۔ کیونکہ یہ تمثیل ایک بار پھر کھوئے ہوئے اسرائیلیوں کے بارے میں بات کرتی ہے۔ خروج ۱۹:۵ میں اسرائیل کو ''Segullah'' (عبرانی کے اِس لفظ کا ترجمہ ''ملکیت'' ہے) کہا گیا ہے۔ یہ ''ملکیت'' اُن لوگوں سے بنی ہے جو ''چنے'' ہوئے ہیں اور اُن کو بطور سکہ پیش کیا گیا ہے۔

یسوع نے متی ۱۳:۴۴ میں بھی ایک دُوسرے ''سکہ'' کے بارے میں تمثیل کہی، جو کہ اِس کھوئے ہوئے سکے کے خیال سے مماثل ہے۔ اُس نے کہا،

''آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پا کر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جا کر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا۔''

اِس کے معنی واضح ہیں۔ اسرائیل ''کھیت'' میں چھپے خزانہ کی مانند تھے۔ یسوع نے متی ۱۳:۳۸ میں کہا ''کھیت دُنیا ہے''۔ اسرائیل کھو گیا اور دُنیا میں چھپ گیا، کیونکہ کسی نے اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرنے کی کوشش نہ کی۔

ہم نے پڑھا کہ یسوع نے چھپے خزانے کو حاصل کرنے کے لیے پورے کھیت (دُنیا) کو خرید لیا۔ جب اُس نے کھیت کو خریدا تو پھر وہ اُس میں چھپی سب چیزوں پر دعویٰ کر سکتا تھا۔ یہ اِس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یسوع نے کیسے اُس خزانے کو بحال کرنے کے لیے پوری دُنیا کے لیے جان دی۔ (۱۔یوحنا ۲:۲)

کھویا ہوا (مسرف) بیٹا

مسرف بیٹے کی تمثیل میں دو بھائیوں کا ذکر ہوا ہے۔ جو بیٹا گھر سے چلا گیا وہ اسرائیل کی عکاسی کرتا ہے، اور جو بیٹا گھر میں رہا وہ یہوداہ کو ظاہر کرتا ہے۔ مسرف بیٹے نے اپنا سارا مال بدچلنی میں اُڑا دیا اور آخر کار واپس گھر لوٹ آیا۔ جب وہ واپس آیا تو اُس کا باپ بھاگتا ہوا آیا اور اُسے خوش آمدید کہا۔ پھر انہوں نے اُس کی واپسی کا جشن منایا۔

بڑے بھائی (یہوداہ) نے گلہ کیا کہ اُس کے چھوٹے بھائی پر زیادہ توجہ دی جا رہی ہے اور وہ اِس کا مستحق نہیں۔ اُس کے باپ نے جواب دیا، ''تیرا یہ بھائی مُردہ تھا۔ اب زندہ ہوا کھویا ہوا تھا اب ملا ہے۔'' (لوقا ۱۵:۳۲)

یہ واضح ہے کہ مسرف بیٹا کھوئی ہوئی بھیڑ اور کھویا ہوا سکہ بھی ہے۔ بڑا بھائی یہوداہ اور اگلی تمثیل کے بددیانت مختار کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ یہ اِس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ کیوں فریسیوں نے یسوع کی تمثیل کا تمسخر اُڑایا۔

اِس پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے، اب ہم اِس سلسلہ کی آخری تمثیل کو بہتر طور پر سمجھنے کی حیثیت میں ہیں۔ امیر آدمی یہوداہ کو ظاہر کرتا ہے اور لعزر (غریب آدمی) اسرائیل کو۔ جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں یہ کہانی بادشاہی کی تمثیل ہے۔ یہ ہر قوم کی تباہی کے بعد کے وقت کے بارے میں بات کرتی ہے۔ یہ انفرادی طور پر کسی شخص کی حیات بعد الموت کی کہانی کے بارے میں نہیں تھی۔

بددیانت مختار

یسوع کی تیسری تمثیل بددیانت مختار کے بارے میں ہے۔ اکثر اِس کہانی کی دُرست تشریح نہیں کی جاتی کیونکہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ مختار کون تھا۔ اپنی تماثیل میں یسوع نے دو اقوام کے بارے میں بات کی۔ پہلی قوم اسرائیل اور دُوسری یہوداہ (یہودیہ) تھی، جہاں فریسیوں اور دُوسرے مذہبی راہنماؤں نے یسوع کی تحقیر کی۔ (لوقا۱۶:۱۴)

جب اسرائیلی قوم اسور میں اسیر ہو کر گئی (۷۲۱ ق م) اور بعد ازاں تمام اقوام میں تتر بتر ہو گئی تو یہوداہ کے لوگ ایک صدی کے لیے اِسی سرزمین میں رہے۔ ایک صدی کے بعد خُدا نے بابلیوں کو اجازت دی کہ وہ یہوداہ کو فتح کریں اور لوگوں کو ستر سال کے لیے بابل میں رکھیں۔ (یرمیاہ ۲۵:۱۱)

ستر سالوں کے بعد خُدا نے یہودیوں کو اجازت دی کہ وہ واپس اپنی سرزمین میں جائیں، کیوں کہ پانچ سو سال بعد یسوع یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوئے (لوقا ۲:۴) پس اِسی وجہ سے نبیوں نے کبھی بھی یہوداہ کے لوگوں کو ''کھوئے'' ہوئے نہیں کہا۔

بے شک وہ مسیح پر حقیقی ایمان نہ رکھنے کی وجہ سے رُوحانی اعتبار سے کھوئے ہوئے تھے۔ لیکن بطور قوم وہ ''کھوئے'' ہوئے نہیں تھے۔ اگرچہ بعد میں اُنھوں نے اپنی قومی حیثیت کھودی۔ لیکن وہ ہمیشہ ایک نمایاں قوم رہے جو ایک دُوسرے کو بخوبی جانتے تھے۔

بددیانت مختار کی تمثیل براہ راست یہودی راہنماؤں سے تعلق رکھتی ہے، جو ادنیٰ طبقے کے یہودیوں کو دبانے کی وجہ سے امیر بنے۔ یسوع نے اکثر اُن کی بددیانتی کو عیاں کیا۔ یہاں تک کہ اُس نے دو مواقعوں پر اُن کو ہیکل سے بھی باہر نکالا۔ (یوحنا ۲:۱۵؛ متی ۲۱:۱۲)

بددیانت مختار یہوداہ کی بگڑی ہوئی قوم اور اُن کے بددیانت پیشوا اور دُوسرے مذہبی راہنماؤں کی تصویر ہے۔ پس

ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کی تمثیلات میں دو بنیادی کردار ہیں، اسرائیل اور یہوداہ۔ اُن کے درمیان تقسیم ہزاروں سال پہلے اُس وقت ہوئی جب سلیمان بادشاہ کی موت کے بعد قوم دو حصوں میں بٹ گئی۔

امیر آدمی اور لعزر

تمثیل میں بیان کیے گئے کرداروں کی پہچان کے بعد اب ہم اِس کہانی میں اُن کی کچھ تفصیل سمجھ سکتے ہیں۔ لعزر ''دروازہ پر'' پڑے ایک بھکاری کی تصویر ہے۔ وہ گھر سے باہر تھا اور اُس کا وہاں پر ہونا ہی متوقع تھا۔ کیونکہ اسرائیلی اسوریوں کی اسیری کے بعد گھر سے باہر تھے۔ جنہوں نے اُن کو اجنبی علاقوں میں آباد کر دیا۔

لوقا ۱۶:۲۱ میں لکھا ہے کہ لعزر کو ''آرزو تھی کہ دولت مند کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ بھرے''۔ کھانا خُدا کے کلام کو ظاہر کرتا ہے۔ دور کے علاقوں میں اسیری کی وجہ سے اسرائیلی قحط کا شکار تھے، ''خُداوند کے کلام کو سننے کا قحط''۔ (عاموس ۸:۱۱)

لکھا ہے کہ لعزر کے واحد دوست کتّے تھے۔ اُن دنوں یہودی، غیر یہودیوں کو کتّے کہتے تھے۔ (متی ۱۵:۲۶) اسرائیلی غیر اقوام کے درمیان رہ رہے تھے۔

یہی تمثیل کی بنیاد ہے۔ پھر ہم پڑھتے ہیں کہ لعزر اور امیر آدمی دونوں مر گئے۔ اسرائیل بطور قوم سات سو (۷۰۰) سال پہلے مر چکے تھے۔ یہوداہ بھی چالیس سال بعد مر گیا جب رومی فوج نے ستر (۷۰) عیسوی میں یروشلیم کو تباہ کیا۔

جیسے کلام مقدس میں پیشین گوئی کی گئی ہے دونوں اقوام کا انجام متفرق تھا۔

کھوئے ہوئے اسرائیلیوں کو دوبارہ اکٹھا کیا گیا اور اُن کو خُدا کی بادشاہی کے لیے بطور بنیاد استعمال کیا گیا۔ لعزر کو ابرہام کی گود میں دکھایا گیا۔ ابرہام ایمان کے فرزندوں یعنی حقیقی ''ابرہام کے فرزندوں'' کو ظاہر کرتا ہے۔ (گلتیوں ۳:۷) اُنہوں نے ایمان کے وسیلہ سے ابرہام کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو حاصل کیا اور یسوع مسیح کے وسیلہ سے اُن سے نیا عہد باندھا گیا۔

تاہم یہوداہ کی قوم امیر آدمی کو ظاہر کرتی ہے جو مختلف انداز میں تکلیف کو برداشت کر رہی تھی۔ امیر آدمی عالمِ ارواح میں اپنے آپ کو عذاب میں پاتا ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یہودی عالمِ ارواح میں گئے۔ یہ ستر (۷۰) عیسوی میں یروشلیم کی تباہی سے یہودیوں کی حالت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہودی قوم پراگندہ ہوگئی اور اُس وقت سے تکلیف میں مبتلا ہوگئی۔ مزید برآں امیر آدمی نے ابرہام کو پکارا اور اُس سے بات چیت کی۔ کیا واقعی یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ یہ ایک آدمی کی کہانی ہو جو مرنے کے بعد عالمِ ارواح میں جاتا

ہے۔کیا ایسی کوئی بات ہوسکتی ہے؟

امیر آدمی صرف یہ چاہتا تھا کہ اُس کی زبان کوتھوڑے سے پانی سے تر کیا جائے۔پانی اور کھانا خُدا کے کلام کوظاہر کرتا ہے۔امیر آدمی کو بہت زیادہ پانی کی ضرورت تھی لیکن وہ صرف تھوڑے سے پانی کا تقاضا کرر ہا تھا۔پس آج بھی یہودی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خُدا کے کلام کو جانتے ہیں،لیکن حقیقت میں یسوع کو رد کرنے سے وہ محض تھوڑا سا پانی لینا چاہتے ہیں۔

امیر آدمی نے کہا کہ یہ سچائی اُس کے پانچ بھائیوں تک بھی پہنچانی چاہیے۔کیا یہ کوئی اتفاق تھا کہ یہوداہ کے بھی پانچ بھائی تھے؟ وہ روبن،شمعون، لاوی،اشکاراور زبولون تھے۔(پیدایش۲۹: ۳۲،۳۰: ۲۰)دُوسرے تمام سوتیلے بھائی تھے کیونکہ اُن کی مائیں مختلف تھیں۔

امیر آدمی کہتا ہے کہ اگر کوئی مُردوں میں سے اُن کے پاس جائے گا تو اُس کے بھائی اُس کی سنیں گےاور سچائی پر ایمان لے آئیں گے۔ابرہام نے لوقا۱۶: ۳۱ میں اُسے جواب دیا،

''جب وہ موسیٰ اورنبیوں ہی کی نہیں سنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانیں گے۔''

یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا، تاہم اُنھوں نے اُس کی بھی نہ سنی۔بجائے اِس کے اُنھوں نے اپنے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے جھوٹ کو پھیلایا۔(متی ۲۸: ۱۳-۲۵)

اور یہی بات یہ تمثیل ہمیں سکھاتی ہے۔

تخلیق کے لیے خُدا کا حیرت انگیز منصوبہ (حصہ چہارم)
چھٹکارا اور یوبلی

بہت سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ خُدا ضرور گنہگاروں کی عدالت کرے گا کیونکہ وہ پاک ہے اور وہ کسی بھی گنہگار کو اپنی حضوری میں آنے کی اجازت نہیں دے گا۔ یقیناً خُدا پاک ہے، لیکن ہم ایوب ۱:۶ میں پڑھتے ہیں،

''اور ایک دن خُدا کے بیٹے آئے کہ خُداوند کے حضور حاضر ہوں اور اُن کے درمیان شیطان بھی آیا۔''

خُدا نے شیطان کو اپنی حضوری سے باہر نکالنے کی بجائے اُس کے ساتھ گفتگو کی۔ بظاہر خُدا کی حضوری کا یہ مطلب نہ تھا کہ شیطان کو اُس کے پاس جانے سے منع کیا گیا۔

اِس لیے شاید ہمیں خُدا کی عدالت کی بنیاد محض اُس کی پاکیزگی پر نہیں رکھنی چاہیے۔ ۱۔یوحنا ۴:۸ میں لکھا ہے، ''خُدا محبت ہے۔'' اِس لیے جب ہم گناہ کے بارے میں خُدا کی عدالت پر غور کریں تو ہمارا نقطہ آغاز یہ ہونا چاہیے۔

متی ۲۲:۳۷۔۴۰ میں یسوع نے فرمایا کہ اِن دو حکموں میں خُد کی شریعت کا خلاصہ کیا جا سکتا ہے۔

''اُس نے اُس سے کہا کہ خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دُوسرا اِس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔ اِن ہی دو حکموں پر تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔''

پس ''محبت'' پوری شریعت کی بنیاد ہے۔ اگر شریعت کا کوئی قانون ہمیں محبت سے عاری لگتا ہے تو اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اُسے پورے طور پر سمجھا نہیں۔ ہر ایک قانون ہمیں اپنے پڑوسی سے ایک نئے طریقے سے محبت کرنے کے بارے میں بتاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چوری، قتل، جھوٹ، زنا اور لالچ کے بارے قوانین موجود ہیں۔ اُن میں سے کسی چیز سے بھی محبت کا حقیقی اظہار نہیں ہوتا کیونکہ ایسے گناہ ہمیشہ دُوسروں کے حقوق کو سلب کرتے ہیں۔

شریعت کی عدالت کی بنیاد محبت پر ہے۔ اِس میں ہر ایک قانون کو اِس طرح ترتیب دیا گیا کہ متاثرین کی کھوئی ہوئی چیزیں اُنہیں واپس ملیں۔ اور ہر ایک قانون اِس طرح بھی ترتیب دیا گیا کہ گنہگاروں کی دُرستی ہو جنہوں نے اپنے ہمسایہ کے حقوق کی خلاف ورزی کی۔ شریعت خُدا کے بچوں کے درمیان ایک منصف ہے اور یہ خُدا کی بادشاہی کے اچھے شہری بننے کے لیے اُن کی تربیت کرتی ہے۔

شریعت گناہ کی وضاحت کرتی ہے

خُدا کی شریعت کا مقصد ہم پر خُدا کی محبت کی فطرت کو ظاہر کرنا تھا۔کوئی بھی چیز جو اُس کی فطرت کے خلاف ہے وہ گناہ ہے۔اگر کوئی شخص کسی بھی وقت خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے،تو وہ اُس طریقہ کار کے مطابق زندگی گزارنے میں ناکام ہوجاتا ہے جس کے لیے خُدا نے اُسے تخلیق کیا تھا۔خُدا کا منصوبہ ہے کہ وہ تمام نسلِ انسانی کو اُن کی شبیہ پر بحال کرے۔

یوحنا رسول اپنے ایک خط (ا۔یوحنا۳:۴) میں ہمیں بتاتا ہے، ''گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے'' وہ یونانی کا لفظ ''anomia'' استعمال کرتا ہے۔جو ''nomas'' (شریعت) سے ماخوذ ہے۔یہی لفظ یسوع نے متی ۷:۲۳ میں استعمال کیا،جب وہ اُن لوگوں کے بارے میں بات کررہا تھا جن کا خیال تھا کہ وہ خُدا کے احکامات کو نظرانداز کرتے ہوئے یسوع کے نام میں معجزات کرسکتے ہیں۔یسوع نے کہا،

''اُس وقت میں اُن سے صاف کہہ دُوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔''

''شرع کی مخالفت'' ایسا رویہ یا ایمان ہے جس میں ہم ایسے عمل کرسکتے ہیں جیسے کوئی بھی شریعت نہیں اور نہ ہی کوئی کرداری معیار ہے جس کی پیروی کی جائے۔

''شرع کی مخالفت'' شریعت کو ناچیز جانتی ہے اور اِس کے ساتھ ایسے عمل کرتی ہے جیسے یہ غیر متعلقہ یا بوسیدہ ہے۔لیکن کیونکہ شریعت کی بنیاد محبت پر ہے اِسی لیے بے لگام لوگ محبت سے خالی کام کرتے ہیں۔

اکثر اُنہیں اِس کا ادراک نہیں ہوتا کیونکہ وہ محبت کے اپنے معیار کی پیروی کرتے ہیں۔جب وہ خُدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی بجائے اُن کاموں کو کرتے ہیں جو اُن کی نظر میں دُرست ہیں تو وہ لامحالہ حقیقی محبت کے مطابق زندگی گزارنے میں ناکام ہوجاتے ہیں۔انسان کے ضمیر کی تشکیل بڑی حد تک اُس کی نامکمل ثقافت کی وجہ سے ہوتی ہے۔پس ضرورت ہے کہ انسانی ضمیر کی خُدا کے کلام سے دوبارہ تعلیم نو کی جائے۔

پولس رسول نے رومیوں ۳:۲۰ میں لکھا،''شریعت کے وسیلہ سے تو گناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے۔'' دوبارہ وہ رومیوں ۷:۷ میں کہتا ہے،

''پس ہم کیا کہیں؟ کیا شریعت گناہ ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ بغیر شریعت کے میں گناہ کو نہ پہچانتا مثلاً اگر شریعت یہ نہ کہتی کہ تو لالچ نہ کر تو میں لالچ کو نہ جانتا۔''

پولس کی باتوں کا ماحصل رومیوں ۳:۳۱ میں پایا جاتا ہے،

''پس کیا ہم شریعت کو ایمان سے باطل کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ شریعت کو قائم رکھتے ہیں۔''

پولس یسوع کے ساتھ متفق ہوتا ہے جس نے متی ۵:۱۷۔۱۸ میں کہا،
''یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔''
پس یہ تصور کہ خُدا کی شریعت منسوخ ہوگئی نہ یوحنا، نہ پولس اور نہ ہی یسوع مسیح کی تعلیمات میں پایا جاتا۔ یہ اُن لوگوں کی طرف سے پروان چڑھا جو دُوسروں کو خُدا کے معیار کے مطابق محبت نہیں کرنا چاہتے۔ وہ اپنی محبت کی تعریفات کو ترجیح دیتے ہیں یا شاید اُن کا خیال ہے کہ خُدا کی شریعت اپنی حقیقی فطرت کی عکاسی کرنے میں ناکام ہو گئی ہے۔ یہ دونوں تصورات ہی غلط ہیں اور وہ بہت سے مسیحیوں کو شریعت کے خلاف یا بے لگامی کے قانون کی طرف گمراہ کرر ہے ہیں۔
جب مسیحی خُدا کی شریعت کو رد کرتے ہیں تو بہت جلد وہ خُدا کی محبت کے مکاشفہ کو کھو دیتے ہیں۔ یہ بات خاص طور پر اُن کے الٰہی عدالت کے بارے میں نقطۂ نظر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اِسی سے دہکتی جہنم میں ابدی سزا کا تصور پروان چڑھا۔ کلیسیا نے خُدا کی رحم دلانہ شریعت کو ترک کر دیا اور اِس کے متبادل اپنی غیر رحم دلانہ عدالت کو قائم کر لیا۔
اُنھوں نے بائبلی مجازی آگ کو ظاہری، لامتناہی اور آتشی سزا میں تبدیل کر دیا۔

عدالت محدود ہے

بائبل مقدس عدالت کو دو اہم طریقوں سے محدود کرتی ہے۔ سب سے پہلے شریروں کے لیے سزا کو چالیس کوڑوں تک محدود کیا گیا۔ استثنا ۲۵:۳ میں لکھا ہے،
''وہ اُسے چالیس کوڑے لگائے۔ اِس سے زیادہ نہ مارے تا نہ ہو کہ اِس سے زیادہ کوڑے لگانے سے تیرا بھائی تجھ کو حقیر معلوم دینے لگے۔''
اگرچہ چالیس کوڑوں کی سزا بہت سخت تھی لیکن یہ ہمیشہ کے لیے نہیں رہتی تھی۔ یقیناً بہت سے لوگ سخت سے سخت تر سزا کو برداشت نہیں کر سکتے۔ فیصلہ کی شدت کا انحصار اُن کے جرم کی شدت پر ہوتا ہے۔
دُوسرا ایک بہت بڑا قانون جو الٰہی عدالت کو محدود کرتا ہے وہ یوبلی کا قانون ہے۔ اگر ایک شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اُس کے پاس اُس کا معاوضہ ادا کرنے کے لیے پیسے یا جائیداد نہیں تو وہ ''چوری کے لیے بیچا'' جاتا۔ (خروج ۲۲:۳) بالفاظ دیگر اُسے غلام بنا لیا جاتا اور وہ اُس وقت تک غلامی میں رہتا جب تک وہ قرض ادا نہ کر دیتا

اُس شخص کوغلام بنانے سے اُس کا نیا مالک اپنے اُوپر یہ ذمہ داری لیتا کہ وہ جرم کے شکار شخص کومعاوضہ ادا کرے گا۔ اوراُس معاوضہ کے بدلے مجرم ایک مخصوص وقت کے لیے اُس شخص کے لیے کام کرتا۔

غلامی کا یہ عرصہ شریعت کے ذریعے مجرم پر مسلط کیا جاتا اور اگر مجرم اپنا معاوضہ ادا کرنے سے انکار کرتا تو قانون اُسے اِس کی ادائیگی کے لیے مجبور کرسکتا تھا۔ جب تک شریعت کی اِس معاملہ میں دخل اندازی رہتی کہا جا سکتا تھا کہ مجرم ''شریعت کے ماتحت'' ہے اور جب معاوضہ مکمل طور پر ادا ہو جاتا تو پھر مجرم شریعت کے ماتحت نہ رہتا بلکہ ''فضل کے ماتحت'' ہو جاتا۔

فضل کا مطلب ہے کہ شریعت کو پورا کیا جا چکا ہے اور معاوضہ کی مکمل ادائیگی ہو چکی ہے۔ مجرم کو غلامی سے آزاد کر دیا جاتا ہے لیکن وہ اور زیادہ گناہ کرنے کے لیے آزاد نہیں ہے۔ فضل گناہ کرنے کا اجازت نامہ یا لائسنس نہیں ہے۔ فضل قرض سے پاک حالت ہے۔ اِس لیے پولس رسول رومیوں ۶:۱،۲ میں پوچھتا ہے، ''کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو؟ ہرگز نہیں۔''

چھڑانے کا قانون

چھڑانے کا قانون کسی رشتے دار کو غلام کے قرض کی ادائیگی کا حق دیتا (احبار ۲۵:۴۸،۴۹) چھڑانے والے کے پاس یہ حق تھا، باوجود اِس کہ اگر وہ نیا مالک اپنے غلام کو نہیں بھی بیچنا چاہتا۔ اِس طرح چھڑایا ہوا غلام اپنے رشتے دار کا مقروض ہو جاتا ہے اور وہ اُس کے لیے کام کرنے کا پابند ہوتا (احبار ۲۵:۲۳) جب تک اُس کا رشتہ دار اُس کا پورا قرض معاف نہ کر دیتا۔

یسوع ہمارا چھڑانے والا ہے، اُس نے دُنیا کے گناہ کی قیمت ادا کر دی۔ وہ ہمارا قرابتی چھڑانے والا ہے، کیونکہ عبرانیوں ۲:۱۱ میں لکھا ہے کہ ہم، ''سب ایک ہی اصل سے ہیں۔ اِسی باعث وہ اُنہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔''

دوبارہ ہم عبرانیوں ۲:۱۴ میں پڑھتے ہیں، ''پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی اُن کی طرح اُن میں شریک ہوا'' اگر آپ خون اور گوشت پر مشتمل ہیں تو یسوع آپ کا قرابتی ہے اور آپ کو چھڑانے کا اُسے قانونی حق حاصل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اِس میں پوری دُنیا شامل ہے۔

پس یسوع نے ہمیں بطور اپنے غلام خرید لیا ہے اور اُس کے پاس قانونی حق ہے کہ وہ ہم سے اپنی خدمت کی توقع کرے۔ اِسی وجہ سے پولس رسول اپنے آپ کو ''یسوع کا بندہ'' کہتا ہے۔ (رومیوں ۱:۱) وہ اِس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ایک چھڑایا ہوا غلام ہے۔

چھڑانے والے (قرض دہندہ) کو یہ حق بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ قرض کو معاف کر دے۔ یسوع نے صلیب پر یہی کیا جب اُس نے نسلِ انسانی کے گناہ کو معاف کر دیا۔ اُس کی معافی حقیقی ہے لیکن وہ ابھی تک ہم سے تقاضا کرتا ہے اُس کی راہوں کو سیکھنے کے لیے ہم اُس کی خدمت کریں۔ اِسی طرح وہ ہمارے دلوں کو تبدیل کرتا ہے تاکہ ہم محبت کے فرزند بن سکیں۔

یوبلی کا قانون

اگر ایک شخص کو معاوضہ کی ادائیگی کے لیے غلام ہونے کی سزا سنائی جاتی تو اُس کی سزا یوبلی کے قانون تک محدود ہوتی۔ اِس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ اُس نے کتنا قرض لیا۔ شریعت کہتی ہے کہ اُسے ضرور ہی سالِ یوبلی میں آزاد کر دیا جائے۔

یوبلی عبرانی کیلنڈر کا پچاسواں سال تھا۔ کیلنڈر کو سات دنوں، ہفتوں اور سالوں کے عرصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ ہر ساتویں دن لوگ کام سے آرام کرتے اور ہر ساتویں سال زمین کو بھی آرام کرایا جاتا۔

مزید برآں ہر انچاسویں سال کے بعد پچاسواں سال یوبلی کا سال ہوتا۔ یہ سال اگلے انچاس سال کے دور کا پہلا سال بھی ہوتا تھا۔ پس سالِ یوبلی ہر انچاس سال کے بعد آتا۔ شریعت میں لکھا ہے،

''اور تم پچاسویں برس کو مقدس جاننا اور تمام ملک میں سب باشندوں کے لیے آزادی کی منادی کرانا۔ یہ تمہارے لیے یوبلی ہو۔ اس میں تم میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کا مالک ہو اور ہر شخص اپنے خاندان میں پھر شامل ہو جائے۔''
(احبار ۲۵:۱۰)

اِس سال تمام بقایا قرض معاف کر دیئے جاتے اور غلاموں کو آزاد کر دیا جاتا تاکہ وہ اپنی ملکیت میں واپس جائیں جو وہ اپنے قرض کی وجہ سے کھو چکے تھے۔ کوئی بھی قرض اتنا بڑا نہیں ہوتا تھا کہ وہ سال یوبلی میں معاف نہ کیا جا سکے۔ یہ ایک قانون تھا۔

اگرچہ اِس قانون کا اطلاق بنی اسرائیل پر ہوتا تھا لیکن اِسے نظر انداز کر دیا گیا۔ اُنھوں نے حقیقت میں کبھی بھی یوبلی نہ منایا کیونکہ وہ خُدا کے رحم دلانہ قانون سے متفق نہ ہوئے۔ محبت اور رحم کی وہی کمی آج بھی بہت سی کلیسیاؤں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

صرف چند کلیسیائیں یہ ایمان رکھتی ہیں کہ تاریخ کے اختتام پر یوبلی ہوگا، جہاں تمام نسل انسانی کے گناہ کے معاوضوں کو منسوخ کر دیا جائے گا۔ اور چند لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ سب واپس اپنی اُس ملکیت میں جائیں گے جو آدم کے گناہ کرنے سے پہلے اُن کی تھی۔ اور اُسی گناہ نے سب کو اپنا غلام بنا لیا۔

تاہم شریعت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ زمین کے لیے الٰہی منصوبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ گناہ بطور ایک قرض ہے اور تمام قرض فضل کے وسیلہ سے منسوخ ہو جائیں گے۔ یو بلی کا قانون فضل کی شریعت ہے۔ یہ الٰہی عدالت کی حدود مقرر کرتا ہے کیونکہ یہ خُدا کی محبت کا عکس ہے۔ خُدا کے فیصلے اُس کے محبت بھرے دل سے آتے ہیں۔

خُدا کی ذات سراپا تقدس ہے۔ اُسے ضرور اِس کے اظہار کے لیے اپنے آپ اور اپنی محبت سے صادق ہونا چاہیے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ جاننا ضروری ہے کہ بائبل ''eonian'' عدالت کے بارے میں بات کرتی ہے نہ کہ ''ابدی سزا'' کے بارے میں۔ معافی کے بغیر نہ ختم ہونے والی عدالت خُدا کی شریعت کی خلاف ورزی اور اُس کی محبت کی تحقیر ہے۔

اگر آپ دُنیا کو بچانے کے خُدا کے وعدے پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ خُدا آپ کو بچانے کے قابل ہے تو پھر یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اُس کا وعدہ پہلے سے ہی آپ کے دل میں پورا ہو چکا ہے۔ اب آپ اُسے اپنا فدیہ دینے والا اور یو بلی جان سکتے ہیں۔

خُداوند کی عیدیں

عیدِفسح ،عیدِ پنتیکُست اور عیدِ خیام یہ تین عیدیں بنیادی طور پر ''خُداوند کی عیدیں'' (احبار ۲۳:۴) ہیں۔اِن کو اسرائیلی اور غیر ملکی سب لوگ کچھ مخصوص تاریخی واقعات کی یاد میں مناتے تھے۔

یہ ''یہودی عیدیں'' نہیں تھیں مگر اُن عیدوں کا مشاہدہ یہودی تمدن میں کیا جاتا تھا۔یہ خدا کی عیدیں تھیں اور یہ سب لوگوں کے لیے تھیں۔تاہم جس انداز سے ہم اِن عیدوں کا مشاہدہ کرتے ہیں نئے عہد نامہ کی آمد سے اُس کا انداز بدل جاتا ہے۔

اِن عیدوں کا بدلاؤ شریعت مسخ نہیں کرتا۔شریعت اِن تبدیلیوں کی اجازت دیتی ہے۔اِن عیدوں کو منانے کا پرانے عہد نامہ کا عارضی طریقہ قائم کیا گیا جبکہ اُسی وقت نئے عہد نامہ کے تحت تبدیلی کے لیے بھی گنجائش رکھی گئی۔

عیدوں کو کہاں منانا چاہیے؟

آج کے دور میں اِس بات کو سمجھنے کی کلید کہ اُن عیدوں کو کیسے منانا چاہیے اِس بات میں پنہاں ہے کہ اُن مخصوص جگہوں کے بارے میں جانا جائے جہاں شریعت نے اُن کو منانے کا حکم دیا تھا۔عیدِ فسح کے متعلق یہ قانون ہمیں استثنا کی کتاب میں ملتا ہے۔''اور جس جگہ کو خداوند اپنے نام کے مسکن کے لیے چُنے وہیں تو خُداوند اپنے خُدا کے لیے اپنے گائے بیل اور بھیڑ بکری میں سے فسح کی قربانی چڑھانا۔'' (استثنا ۱۶:۲)

ہم دیکھیں گے کہ یہی اصطلاحات دُوسری عیدوں کے تعلق سے بھی استعمال کی گئی ہیں۔عیدِ پنتیکُست کے بارے میں ہم استثنا میں پڑھتے ہیں۔

''اور اُسی جگہ جسے خُداوند تیرا خُدا اپنے نام کے مسکن کے لیے چُنے گا۔'' (استثنا ۱۶:۱۱)

عیدِ خیام کے بارے میں استثنا کی کتاب میں مرقوم ہے۔

''سات دن تک تُو خُداوند اپنے خُدا کے لیے اُسی جگہ جسے خُداوند چُنے۔''(استثنا ۱۶:۱۵)

پس اِس تعلق سے شریعت کے احکامات واضح ہیں۔صرف ایک سوال قابلِ غور ہے: کون سی جگہ خُدا نے اپنے نام کے لیے منتخب کی ہے؟

سب سے پہلے اُس نے اپنا نام افرائیم کے قبائلی علاقہ ''سیلا'' میں قائم کیا، جہاں یہ تقریباً تین سو پچاس (۳۵۰) سال تک رہا۔پھر چونکہ کاہن بگڑ گئے اِس لیے خدا نے اُس جگہ کو ترک کر دیا اور اپنے نام کو یہوداہ اور بنیامین کی سرحدوں کے درمیان یروشلیم میں لے گیا۔خدا کی حضوری کے جانے کے بعد بھی اگر لوگ سیلا میں عیدیں منانا جاری

رکھتے تو وہ شریعت کی خلاف ورزی کر سکتے تھے۔ایسا کیوں تھا؟ کیونکہ خدا کا نام اب سیلا میں نہیں تھا۔
وہ تین سو پچاس (۳۵۰) سال یروشلیم میں رہا جب تک وہاں کے کاہن بگڑ نہ گئے۔ پھر حزقی ایل نے دیکھا کہ جلال شہر سے اُٹھ گیا۔(حزقی ایل ۱۰:۱۸؛۱۱:۲۳) اِس کے فوراً بعد بابل کے بادشاہ نے یروشلیم کو فتح کر لیا، وہ مقدس برتن بابل میں لے گیا اور ہیکل کو تباہ و برباد کر دیا۔خدا کا جلال کبھی بھی یہاں واپس نہ لوٹا، یہاں تک کہ لوگوں کے بابل سے واپس آنے اور ہیکل کی دوبارہ تعمیر کرنے پر بھی نہیں۔تاہم جلال مکمل طور پر رخصت نہیں ہوا تھا، نبی نے دیکھا کہ یہ صرف یروشلیم کی مشرقی سمت میں کوہ زتیون کے پہاڑ پر ہے۔ چھ سو (۶۰۰) سال بعد یسوع کو وہاں مصلوب کیا گیا اور وہ تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور پھر چالیس دنوں کے بعد آسمان پر چڑھ گیا اور جلال کو اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا۔
پھر اُس نے جلال کو واپس زمین پر بھیجا جب پنتیکُست کے دن بالا خانہ میں ایک سو بیس لوگوں کی جماعت پر رُوح القدس نازل ہوا۔(اعمال ۲:۱) یہ اِس نکتہ کی نشاندہی کرتا ہے کہ خُدا نے زندہ پتھروں کی نئی ہیکل میں بسیرا کرنا شروع کر دیا ہے۔(۱-پطرس ۲:۵) جس کی بنیاد مسیح اور رسول ہیں۔(افسیوں ۲:۲۰-۲۲)
ہم مکاشفہ ۲۲:۴ میں بھی پڑھتے ہیں،''اور اُس کا نام اُن کے ماتھوں پر لکھا ہوا ہوگا۔'' پس ہم نے پنتیکُست کے دن دیکھا،''اور اُسی جگہ جسے خُداوند تیرا خُدا اپنے مسکن کے لیے چُنے گا'' یہ ہمارے بدنوں کی نئی ہیکل تھی۔
(۱-کرنتھیوں ۳:۱۶)

عیدِ فسح کو منانے کا نیا طریقہ

عہد جدید کے سیاق وسباق کے مطابق کسی کو بھی عیدیں منانے کے لیے سیلا اور یروشلیم میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔اور نہ ہی کسی کو ابیب (نیسان) کی چودہ تاریخ کی شب فسح کے برّے کو ذبح کرنے اور اُس کا خون اپنے دروازوں اور چوکھٹوں پر لگانے کی ضرورت ہے۔ہمارا فسح کا برّہ یسوع مسیح ہے، جو تینتیس (۳۳) عیسوی میں ''ایک ہی بار'' (عبرانیوں ۷:۲۷) سب کے لیے قربان ہوگیا۔
پس آج کوئی شخص فسح کو کیسے دُرست طریقے سے منا سکتا ہے؟ وہ شخص جو حقیقی خُدا کے برّے یسوع مسیح کا خون گھر کی چوکھٹ (ماتھے) پر لگاتا ہے۔اِسی طریقہ سے خُدا کا نام ہماری پیشانیوں پر لکھا جاتا ہے۔یہ ہمارے بدن پر برّہ کے خون کے ذریعے لکھا جاتا ہے اور ہمارے بدن اُس کے مقدِس ہیں۔
اعمال ۲ باب کے بعد عید فسح کو منانے کا صرف یہی قانونی طریقہ ہے۔

عیدِ پنتیکُست کو منانے کا نیا طریقہ

اب کوئی پنتیکُست کیسے منا سکتا ہے؟ عہدِ عتیق میں پنتیکُست کو''ہفتوں کی عید''(Shavuot) بھی کہا جاتا تھا۔ اِس میں خُدا کے حضور روٹی کے دو گردے پیش کیے جاتے تھے اور انھیں خمیر کے ساتھ پکایا جاتا تھا۔(احبار۲۳:۱۷) اِسی کام کو سردار کاہن یروشلیم کی ہیکل میں سرانجام دے رہا تھا جب خُدا کی آگ بالا خانہ میں موجود ایک سو بیس لوگوں کی جماعت کے اوپر آ کر ٹھہر گئی۔

غور کریں، یہ دن کے تیسرے پہر ہوا(اعمال۲:۱۵) یہ وہ وقت ہوتا تھا جب کاہن ہیکل میں گندم کے دو گردے پیش کرتا۔اگرچہ سردار کاہن نے رُوح کے بہاؤ کے لیے وقت کو مقرر کیا،لیکن اُن کی قربانی آگ سے قبول نہ کی گئی۔ بجائے اِس کہ خُدا کی آگ شاگردوں کے اُوپر آ کر ٹھہر گئی اور اُن کے دل کی قربانی کو قبول کر لیا گیا۔

ہم اعمال۲:۳۔۴ میں پڑھتے ہیں،

''اور اُنہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور اُن میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں۔اور وہ سب رُوح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی۔''

آج کے دور میں رُوح القدس کا بپتسمہ ہی وہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعے کوئی شخص قانونی طور پر عید پنتیکُست کو منا سکتا ہے۔چونکہ اُس نے اپنے نام کی جگہ ہماری پیشانیوں پر رکھی ہے اِسی وجہ سے غیر زبانیں شاگردوں کے سروں پر ٹھہر گئیں۔

یقیناً اب ظاہری آگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ اُس پہلے پنتیکُست کے موقع پر ہمیں دکھانے کے لیے واقع ہوا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں خُدا نے اپنا نام رکھا ہے۔پس اب یہی وہ واحد جگہ ہے جہاں ہم پنتیکُست کو منا سکتے ہیں۔

عیدِ خیام کو منانے کا نیا طریقہ

آج کے دور میں کوئی شخص کیسے قانونی طور پر عید خیام منا سکتا ہے؟

کیا کسی شخص کو عہدِ عتیق کے زمانہ کی طرح کسی مخصوص جگہ پر جا کر درختوں کی شاخوں سے خیمہ بنا کر اُسے منانا چاہیے؟جی نہیں، دُوسری عیدوں کی طرح یہ عید صرف اُسی جگہ منائی جا سکتی تھی جسے خدا نے اپنے لیے چُنا تھا۔ (استثنا۱۶:۱۵)

بنیادی فرق یہ ہے کہ ابھی تک یہ تیسری عید تاریخی طور پر پوری نہیں ہوئی۔یہ مسیح کی آمدِ ثانی پر پوری ہوگی،جب ہم اپنے جلالی اور غیر فانی بدنوں کو حاصل کریں گے۔یہ وہ عید ہے جس میں ہم اِس موجودہ فانی خیمہ کو چھوڑتے ہیں جس میں ہم کراہتے ہیں۔(۲۔کرنتھیوں۵:۴)اور اُس خیمہ میں منتقل ہو جاتے ہیں''جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ

ابدی ہے۔" (۲- کرنتھیوں ۱:۵)

پرانے عہد نامہ میں لوگوں کو حکم تھا کہ وہ خوش نما درختوں کی شاخوں سے سائبان (سایہ بان، سایبان) بنائیں۔ (احبار ۴۰:۲۳) وہ اُن سائبانوں میں سات دن رہتے۔ (احبار ۴۱:۲۳) عملی طور پر یہ سات دن استثنا کی کتاب کو پڑھنے اور اُس کا مطالعہ کرنے میں صرف کیے جاتے۔ کیونکہ یہ اِس بات کو ظاہر کرتا تھا کہ شریعت اُن کے دلوں پر لکھی گئی ہے۔ سات دن سائبانوں میں رہنا خُدا کی شریعت کو یاد کرنے اور اُس کی تعلیم دینے کے لیے ایک بہترین طریقہ تھا۔ عہد جدید میں اِس عید کی تکمیل وہی ہے جس کی آج ہم توقع کر رہے ہیں۔ سائبان میں کسی مخصوص جگہ پر رہنا آسانی کے ساتھ اُس عید کی پیشین گوئی تک پہنچا سکتا ہے۔

سایبان (sukkot) خیمے یا ڈیرے ہوتے ہیں۔ عبرانی خیال میں ہمارے جسم بھی خیمے (ڈیرے) ہیں اور اُن کو روح کا لباس تصور کیا جاتا ہے۔

پولس ۲- کرنتھیوں ۵: ۱۔۴ میں کہتا ہے،

" کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائے گا تو ہم کو خُدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملے گی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے۔ چنانچہ ہم اِس میں کراہتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے مُلبّس ہو جائیں۔ تاکہ مُلبّس ہونے کے باعث ننگے نہ پائے جائیں۔ کیونکہ ہم اِس خیمہ میں رہ کر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں۔ اِس لیے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اِس پر اور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے۔"

غور کریں پولس رسول جلالی بدن کو بطور گھر، خیمہ، عمارت اور لباس بیان کرتا ہے۔ یہ لباس آسمان پر ہمارے لیے محفوظ ہے۔ ہم اپنے موجودہ فانی بدن میں کراہتے ہیں۔

یہاں دو طرح کے لباسوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی فانی اور غیر فانی۔ موجودہ وقت میں ہم فانی ہیں۔ لیکن ہم اُس دن کے منتظر ہیں جب ہماری فنا پذیری زندگی کو حاصل کرے گی اور اُسی وقت ہم اپنے نئے لباس کو حاصل کریں گے جو آسمان پر ہمارے لیے محفوظ ہے۔

اُسی وقت ہم تاریخی طور پر عید خیام کی تکمیل کو دیکھیں گے۔ ابھی ہم جلالی اور غیر فانی بدن کو حاصل کرنے کی تیاری کے دور میں ہیں۔ جیسے اسرائیلیوں نے وعدہ کی سرزمین میں داخل ہونے سے پہلے بیابان میں اپنے دلوں کو اُس دن کے لیے تیار کیا۔

ہم ایک وعدہ کی وساطت سے اِس میراث کے مالک ہیں۔ اگر ہم بیابان میں گھر بنائے بغیر خیمہ کے تصور کو زندہ

رکھتے ہیں تو ہمارے پاس فتح مندوں کا ایمان ہے کہ ہم اُس تمام میراث کو حاصل کریں گے جو خُدا نے ہمارے لیے رکھی ہے۔
بطور فرد ہم فسح کے نئے عہد کے اطلاق سے ایمان کے ذریعے راست باز ٹھہرائے گئے ہیں۔ ہم مقدس ہیں اور ہم نے فرماں برداری کو سیکھا ہے اور پنتیکُست کے نئے عہد کے اطلاق کے وسیلے شریعت ہمارے دلوں پر لکھی ہوئی ہے۔ عیدِ خیام کے نئے عہد کے اطلاق سے ہم نے جلالی بدنوں کو حاصل کیا ہے۔
اِن عیدوں کو منسوخ نہیں کیا گیا بلکہ نئے عہد کے مطابق اُن کو منانے کا انداز تبدیل کر دیا گیا ہے جس کے تحت اب ہم زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ تینوں عیدیں خُدا کے ساتھ ہمارے تعلق میں ایمان کے درجہ کو ظاہر کرتی ہیں جیسے ہم بطور خُدا کے فرزند ایمان میں پختہ ہوتے ہیں۔
اگرچہ راستبازی ضروری ہے مگر یہ محض پہلا قدم ہے۔ پنتیکُست بالیدگی کا زمانہ ہے۔ عیدِ خیام حتمی درجہ ہے جہاں لوگوں کو خُدا کے بالغ فرزند قرار دیا جائے گا جو ہمارے آسمانی باپ کی شبیہ کی عکاسی کرتا ہے۔ اور اِس طرح اُن کو بادشاہی کے اختیار کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے۔ کیونکہ وہ صرف اُسی کام کو کرتے ہیں جو اپنے باپ کو کرتے دیکھتے ہیں اور وہی کہتے ہیں جیسا اپنے باپ کو کہتے سنتے ہیں۔
وہ لوگ جو اپنی میراث میں آتے ہیں اُن کو خُدا بطور نمونہ استعمال کرتا ہے کہ اِسی طرح وہ مخلوق کو آرام میں لائے گا۔ تاکہ وہ بابرکت ہو سکیں اور اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو پورا کر سکیں۔

خُدا کون ہے؟

خُدا کون ہے؟ وہ کیسا دکھائی دیتا ہے؟ میں اُسے کیسے جان سکتا ہوں؟

کلام مقدس ا۔یوحنا ۴:۸ میں فرماتا ہے،

''جو محبت نہیں رکھتا وہ خُدا کو نہیں جانتا کیونکہ خُدا محبت ہے۔''

جو کچھ خُدا کرتا ہے یہ اُس کی فطرت پر منحصر ہے کیونکہ خُدا ہمیشہ اپنی ذات میں صادق ہے۔ جو کچھ خُدا کرتا ہے اُس کی بنیاد محبت پر ہے اور محبت کائنات کی سب سے زیادہ طاقت ور قوت ہے۔

محبت، حکمت اور قدرت

خُدا کی قدرت کا اندازہ اُس کی تخلیق یا نیست کرنے کی قابلیت سے نہیں لگایا جاسکتا۔ بلکہ اُس کی قدرت کا اندازہ اُس کی محبت کی وسعت سے لگایا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ خُدا محبت ہے۔ وہ تمام قدرت کا منبع ہے اور محبت آخر کار ہمیشہ غالب آتی ہے۔

خُدا العلیم (سب کچھ جاننے والا) ہے، کیونکہ وہ لامتناہی حکمت وخرد کا منبع ہے۔ اُس کا تخلیق اور آپ کے لیے منصوبہ اُس کی حکمت سے ہی ترتیب دیا گیا۔ اُس کا منصوبہ کامل تھا جو معدوم نہیں ہو سکتا تھا۔

خُدا کسی بھی منصوبہ میں ناکام نہیں ہوسکتا جو اُس نے اپنے لیے مرتب کیا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تخلیق کے لیے اُس کا مقصد پورا ہوگا اور اِسی وجہ سے خُدا نے پورے بھروسا کے ساتھ وعدے اور قسمیں کھائیں کہ وہ اُن کو پورا کرنے کے قابل ہے۔

خُدا میں لامتناہی قدرت اور حکمت ہے۔ لیکن اپنی تمام خصوصیات میں سے اُس نے سب چیزوں کو محبت میں مجمل کر دیا۔ اپنی حکمت اور قدرت سے وہ کاموں کو سرانجام دیتا ہے۔ کیوں کہ خُدا محبت ہے۔

اِسی وجہ سے جب اُس نے تمام چیزیں اپنی لامتناہی قدرت سے سرانجام دیں تو اُس نے اپنی بے پایاں حکمت سے تخلیق کے لیے ایک منصوبہ ترتیب دیا۔ اُس کی متحرک قوت محبت ہے۔ اُس کی حکمت نے ایک منصوبہ قائم کیا جو کامیاب ہوگا۔ اُس کی قدرت نے اِس بات کو یقینی بنایا کہ وہ اپنی محبت کی طمانیت کے قابل ہے۔

خُدا دُنیا میں آرہا ہے

بہت سے مذاہب تعلیم دیتے ہیں کہ اُن کا مقصد ایک دن آسمان پر جانا اور رُوحانی حالت میں زندگی گزارنا ہے۔

لیکن کلام مقدس بتا تا ہے کہ خُدا کا منصوبہ زمین پر آنے کا ہے تا کہ وہ جسمانی دائرہ اثر میں زندگی گزار سکے۔ اُس کا مقصد ہمارے اندر رہنا ہے۔ اِسی لیے پولس رسول ۱۔ کرنتھیوں ۳:۱۶ میں پوچھتا ہے،

''کیا تم نہیں جانتے کہ تم خُدا کا مقدس ہو اور خُدا کا رُوح تم میں بسا ہوا ہے؟''

تاریخ کے مقصد کی تصویر کشی مکاشفہ ۲۱:۳ میں کی گئی ہے، جہاں ایک بلند آواز آتی ہے،

''دیکھ خُدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے اور وہ اُن کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے۔''

یہی تخلیق کا حقیقی مقصد تھا۔ خُدا تمام چیزوں کا خالق ہے (پیدایش ۱:۱) اور وہ اپنے لیے ایک خیمہ بنا رہا ہے۔ پولس رسول رومیوں ۱۱:۳۶ میں کہتا ہے کہ اُس نے تمام چیزیں اپنے لیے پیدا کیں۔

''اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے لیے سب چیزیں ہیں۔''

باالفاظ دیگر سب چیزیں اُسی سے پیدا ہوئیں یعنی سب چیزیں خُدا کے کلام سے وجود میں آئیں۔ پس ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ خُدا ''سب کا معمور کرنے والا ہے۔''

(افسیوں ۱:۲۳) وہ مکمل طور پر اپنی تخلیق سے منسلک ہے اور خُدا محسوس کرتا ہے کہ جو کچھ زمین پر ہے یہ اُس کی ذات کا حصہ ہے۔

جی ہاں، خُدا محسوس کرتا ہے۔

تخلیق سے پہلے خُدا ایک روحانی دائرہ اثر میں رہتا تھا جسے آسمان کہتے ہیں۔ تخلیق میں اُس کا مقصد یہ تھا کہ اپنی بادشاہی کو ایک نئے طریقہ سے وسعت دے تا کہ وہ اپنی فطرت کے نقوش مادی انداز میں ظاہر کر سکے۔

اُس کی بادشاہی کی وضاحت پیدایش ۱:۱ میں کی گئی ہے جہاں لکھا ہوا ہے،

''خُدا نے ابتدا میں زمین وآسمان کو پیدا کیا۔''

''زمین اور آسمان'' کا مطلب کائنات ہے۔ خُدا اپنی بنائی ہوئی تمام چیزوں کا مالک ہے اِس لیے یہ اُس کی بادشاہی ہے۔ جب اُس نے اپنے وسیلہ سے کائنات کو تخلیق کیا تو اُس کا منصوبہ تھا کہ وہ اپنی فطرت، محبت اور تخلیق کے ذریعے اپنی مرضی کو ظاہر کرے۔

زمین کو آسمان کی وسعت کے طور پر ترتیب دیا گیا۔ اِسی لیے جب یسوع نے ہمیں دُعا کرنا سکھایا تو کہا،

''تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔'' (متی ۶:۱۰)

تاہم جب آدم اور حوا نے گناہ کیا تو اُن کا یہ عمل بگاڑ کا سبب بنا اور یہ اُن کو خُدا سے دُور لے گیا۔ لیکن گناہ نے صرف کچھ عرصہ کے لیے خُدا کے منصوبہ کی تکمیل کو ملتوی کیا۔ ہم اِس عرصہ کو ''تاریخ'' کہتے ہیں۔

تاریخ کسی بھی طور پر خُدا کے کنٹرول سے باہر نہیں اور نہ ہی اِس کا انجام تباہی ہوگا۔ اِس کا اختتام مکمل طور پر خُدا کی کامیابی پر ہوگا۔ تمام بدی نیست و نابود ہو جائے گی اور ہر قسم کی ناانصافی کا تصفیہ ہو جائے گا۔ اور تمام نسلِ انسانی نجات حاصل کرے گی اور حیات جاوداں میں لائی جائے گی۔ اور جو لوگ مر گئے ہیں وہ دوبارہ جی اُٹھیں گے اور اُن کا انصاف کیا جائے گا۔ بالآخر اخیر وقت پر عظیم جوبلی کے موقع پر اُن کی خُدا کے ساتھ مصالحت ہو جائے گی۔

یسوع کون ہے؟

ابتدا میں خُدا نے بنی نوع انسان کی نجات کا وعدہ کیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس نے ظاہر کیا کہ وہ اِس وعدہ کو کیسے پورا کرے گا۔ سب سے اہم مکاشفہ یہ تھا کہ وہ ایک نجات دہندہ کو بھیجے گا۔ کوئی ایسا شخص جو بلایا ہوا اور مسح شدہ ہو جو اُس کی تخلیقات کی نجات کو ممکن کرے۔ یسوع وہ مسح شدہ شخصیت تھا۔

مسح شدہ وہ شخص ہوتا ہے جسے کسی کام کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع کو ''مسیح'' کہا جاتا ہے۔ یہودی اُسے ''Messiah'' کہتے ہیں جو مسح شدہ کی عبرانی اصطلاح ہے۔

آپ کے گناہ کی سزا مکمل طور پر ادا ہو چکی ہے

کوئی بھی چیز جو خُدا کی فطرت کے خلاف ہے وہ گناہ ہے۔ دُنیا میں گناہ کی موجودگی سے ایک قانونی طریقہ سے نپٹا گیا تاکہ مخلوق کے سامنے خالق کی فطرت (محبت) کا اظہار ہو۔

اگر گناہ موجود نہیں تو یہ کسی صورت ہلاکت کا سبب نہیں بن سکتا۔ گناہ سب کی موت کا سبب بنا کیونکہ موت خُدا کی فطرت سے باہر کسی بھی چیز کا فطری نتیجہ ہے۔ یہ خُدا کی محبت کی فطرت کے خلاف جرم تھا۔

گناہ کی مزدوری موت ہے۔ اور قانون کو کسی بھی طور پر رد نہیں کیا جا سکتا اور نہ اِسے خُدا کی فطرت کے برعکس نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ لیکن گناہ کی سزا کا ایک حل تھا اور وہ حل خُدا کے قانون کو رد نہیں کر سکتا تھا۔

خُدا کے قانون میں کسی کو عوضی بنایا جا سکتا تھا۔ کوئی دُوسرا کسی کے گناہ کی سزا اپنے اوپر لے سکتا تھا۔ اگر ایک چور پیسے چراتا ہے تو قانون تقاضا کرتا ہے کہ متاثرہ شخص کو معاوضہ ادا کیا جائے۔ لیکن اگر کوئی چور کو بچانا چاہتا ہے تو اُسے اجازت تھی کہ وہ اُس کے بدلے معاوضہ ادا کرے۔

اُسی طرح اگر کوئی شخص موت کا حق دار ہے تو کوئی دُوسرا رضاکارانہ اُس مجرم کے بدلے اپنی جان دے سکتا ہے۔ یقیناً کچھ لوگ ایسا کر سکتے ہیں اگر وہ اُس شخص سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں جو موت کا حق دار ہے۔

خُدا کی حیرت انگیز محبت

خُدا کی محبت اِس حقیقت میں ظاہر کی گئی کہ یسوع گنہگاروں کے بدلے اپنی جان قربان کرنے آیا۔تاریخ میں محبت کی یہ سب سے بڑی مثال ہے۔پولس رسول نے اِس محبت کو رومیوں ۵: ۷،۸ میں بیان کیا،

''کسی راست باز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دے گا مگر شاید کسی نیک آدمی کے لیے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرات کرے۔لیکن خُدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا۔''

کچھ لوگ اپنے دوستوں کے لیے جان دینے کا حوصلہ کر سکتے ہیں۔ہم ایسے لوگوں کی محبت کو سراہتے ہیں اور اُن کو بہادر (Hero) کہتے ہیں۔کچھ لوگ اپنے خاندان کے لیے جان دے سکتے ہیں۔کچھ مسیح یسوع کے لیے اپنی جان قربان کر سکتے ہیں۔کچھ ہندو اپنے بھگوان کی خاطر جان دے سکتے ہیں۔کچھ یہودی موسیٰ کے لیے اپنی جان دے سکتے ہیں۔لیکن کتنے لوگ ہیں جو اپنے دشمنوں کے لیے جان دے سکتے ہیں؟

یوحنا ۳: ۱۶،۱۷ میں لکھا ہے،

''کیونکہ خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔کیونکہ خُدا نے بیٹے کو دُنیا میں اِس لیے نہیں بھیجا کہ دُنیا پر سزا کا حکم کرے بلکہ اِس لیے کہ دُنیا اُس کے وسیلہ سے نجات پائے۔''

اُس نے صرف اپنے دوستوں (راستبازوں) کے لیے جان نہیں دی بلکہ اُس نے پوری دُنیا کے لیے جان دی۔

۱۔یوحنا ۲: ۲ میں لکھا ہے،

''اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گناہوں کا بھی۔''

بہت سے لوگ ابھی تک خُدا سے لڑتے ہیں۔وہ خُدا کو اپنا دشمن تصور کرتے ہیں۔لیکن یسوع نے اُن کے گناہوں کا بھی کفارہ ادا کیا ہے۔کیونکہ وہ اُن سے پیار کرتا ہے۔اُس نے اُن کے گناہوں کا بھی کفارہ ادا کر دیا ہے اگرچہ ابھی تک وہ اُس کی اور اُس محبت کی مخالفت کرتے ہیں۔

اِسی طرح خُدا کی محبت یسوع مسیح کی زندگی اور اُس کی موت سے ظاہر ہوتی ہے۔یہ ہمیں ایک تصور فراہم کرتی ہے کہ کیسے محبت کی خوبی کو ظاہر کیا جائے جو خُدا کی فطرت ہے۔

جی اُٹھنے کا مقصد

لیکن یسوع کی موت کہانی کا فقط پہلا نصف ہے۔وہ اِس بات کو یقینی بنانے کے لیے جی اُٹھا کہ ہم سب حیات

ابدی حاصل کریں گے۔ وہ موت پر غالب آیا اُس نے راستہ تیار کیا جس کے وسیلے تمام مردے جی اُٹھیں گے۔

۱۔ کرنتھیوں ۱۵:۲۲،۲۳ میں لکھا ہے،

''اور جیسے آدم میں سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں سب زندہ کیے جائیں گے۔''

سب لوگ ایک وقت پر ہی نہیں بچائے جائیں گے۔ اصل میں کوئی بھی اُس وقت تک نجات حاصل نہیں کرے گا جب تک وہ یسوع مسیح پر ایمان نہیں لاتا۔ اِس کا مطلب ہے کہ اُن کو ضرور اِس بات کو تسلیم کرنا ہے کہ وہ اُن کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے آیا۔ کچھ لوگوں نے زمین پر اپنی زندگی میں یہ کر لیا لیکن بہت سے لوگ ایسا نہ کر پائے۔ اصل میں تاریخِ انسانی میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے یسوع کے بارے میں نہیں سنا اور وہ اِس بات سے بے خبر ہیں جو اُس نے اُن کے لیے کیا ہے۔

بہر حال کلام مقدس میں لکھا ہے کہ مستقبل میں ایک دن آئے گا جب مردے جی اُٹھیں گے اور اُن کو بڑے عظیم تخت کے سامنے اکٹھا کیا جائے گا۔ اُس وقت خُدا اُن پر اپنے آپ اور اپنے مقصد کو ظاہر کرے گا۔ کلام مقدس میں یسعیاہ نبی اپنی کتاب میں لکھتا ہے،

''اے انتہایِ زمین کے سب رہنے والو!

تم میری طرف متوجہ ہو اور نجات پاؤ

کیونکہ میں خُدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں

میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔

کلام صدق میرے منہ سے نکلا ہے وہ ٹلے گا نہیں

کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا۔

اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی۔'' (یسعیاہ ۴۵:۲۲،۲۳)

باالفاظ دیگر، خُدا کہتا ہے اور وہ قسم کھاتا ہے کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی۔ یہ اُس وقت پورا ہو گا جب مردے جی اُٹھیں گے اور اُس کی حضوری میں لائے جائیں گے۔ پھر سچائی مکمل طور پر افشا ہو گی اور ہر کوئی سچے خُدا کی اطاعت کے لیے قسم کھائے گا۔

جب یسوع نے تمام گناہ کا کفارہ دے دیا تو اُس نے آخر میں اِس بات کو یقینی بنایا کہ وہ سب لوگ جو اِس زمین پر رہتے ہیں وہ خُدا کے خاندان میں اپنے اصل مقصد کو پورا کریں گے۔

آپ اِس دُنیا کا حصہ ہیں تا کہ آپ بھی آخری وقت سے پہلے اپنی تقدیر کو پورا کریں۔ یسوع نے صرف آپ کے

لیے خُدا سے ایک ہونے کے امکان ہی کو پیدا نہیں کیا۔ اُس نے اِس بات کو یقینی بنایا کہ سب لوگ بشمول آپ اُس کے لوگ ہوں اور وہ آپ کا خُدا ہو۔ (مکاشفہ ۲۱:۳)

کسی چیز کی کمی بھی خُدا کے حضور نا قابل قبول ہے کیوں کہ اگر اُس کی محبت کے اجزا میں سے کوئی ایک بھی کم ہو جائے تو پھر خُدا نامکمل ہو گا۔

سب چیزیں اُسی سے آئی ہیں اور سب چیزیں اُسی کے پاس واپس جائیں گی۔ جیسے پولسِ رسول نے کہا۔

اگر آپ اِس سادہ پیغام پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر یہ ظاہر کرتا ہے کہ خُدا پہلے سے ہی اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے آپ کے دل میں کام کر رہا ہے۔ اُس کے وعدہ پر ایمان رکھنا نقطہ آغاز ہے۔ وہ آپ کی زندگی میں بھی کام کرے گا تا کہ آپ اُسے جان سکیں۔

فتح مند خُدا

بائبل مقدس پیدایش ۱:۱ میں بیان کرتی ہے، ''خُدا نے ابتدا میں زمین و آسمان کو پیدا کیا۔'' جب اُس نے سب چیزوں کو بنالیا، ''اور خُدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے۔'' (پیدایش ۱:۳۱) شیطان نے زمین کو تخلیق نہیں کیا اور نہ ہی مادے نے بدی کو جنم دیا جیسے قدیم یونانیوں کا عقیدہ ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ مادہ بُرائی ہے اور صرف رُوح ہی اچھی ہے۔ لیکن خُدا نے زمین اور آسمانوں کو تخلیق کیا اور اُن دونوں کو کہا ''اچھا'' ہے۔

بعد میں آدم اور حوا نے گناہ کیا اور اُن کا گناہ اُس وقت سے لے کر اب تک تمام بدیوں کی جڑ ہے۔ اُن کے اِس عمل سے خُدا بالکل متعجب نہ ہوا کیوں کہ وہ سب کچھ پہلے سے جانتا تھا۔ اپنی حکمت سے وہ پہلے ہی ایک منصوبہ ترتیب دے چکا تھا جو اُسے فتح مند کرے گا اور اُس کا تخلیق کے لیے مقصد پورا ہو جائے گا۔

پوری دُنیا کے ساتھ خُدا کا عہد

آدم کے گناہ کے بعد وہ اور اُس کی نسلیں فانی ہوگئیں اور یہ فنا پذیری ایک بیماری تھی جو زیادہ سے زیادہ گناہ کا سبب بنی۔ ۱۶۵۶ سالوں کے بعد خُدا نے پانی کے طوفان کے ذریعے دُنیا کی عدالت کی لیکن طوفان کے بعد خُدا نے پوری دُنیا کے ساتھ ایک عہد باندھا۔ اُس نے قسم کھائی کہ وہ دوبارہ کبھی بھی دُنیا کو پانی کے طوفان سے تباہ نہیں کرے گا۔

پیدایش ۹:۱۱، ۱۲ میں لکھا ہے،

''میں اِس عہد کو تمھارے ساتھ قائم رکھوں گا کہ سب جاندار طوفان کے پانی سے پھر ہلاک نہ ہوں گے اور نہ کبھی زمین کو تباہ کرنے کے لیے پھر طوفان آئے گا۔ اور خُدا نے کہا کہ جو عہد میں اپنے اور تمھارے درمیان اور سب جان داروں کے درمیان جو تمھارے ساتھ ہیں پشت در پشت ہمیشہ کے لیے کرتا ہوں اُس کا نشان یہ ہے کہ'' پھر اُس نے دھنک کو بطور اپنا عہد آسمان میں رکھا۔

''میں اپنی کمان کو بادل میں رکھتا ہوں۔ وہ میرے اور زمین کے درمیان عہد کا نشان ہوگی۔''

یہ ایک یک طرفہ عہد تھا جو خُدا نے پوری دُنیا کے ساتھ باندھا، وہ اکیلا ہی اِس وعدے کو پورا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ اور اِس کی تکمیل کسی بھی طور پر انسان کی مرضی پر منحصر نہیں تھی۔

جیسے ہی انسان زمین پر بڑھنے لگے وہ اپنی راہ پر چلے اور اُنہوں نے خُدا اور اُس کی شریعت کو بھلا دیا۔ پھر خُدا نے ایک شخص ابرہام کو چنا اور وعدہ کیا کہ وہ پوری دُنیا کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو اُس اور اُس کی اولاد کے ذریعے پورا کرے گا۔

ابرہام کے ساتھ خدا کا وعدہ

خُدا نے پیدایش ۲۲: ۱۸ میں ابرہام سے کہا، ''اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی۔''
یہ اقوام کیسے برکت پائیں گی؟
اِس کا جواب بعد میں اعمال ۳: ۲۵، ۲۶ میں دیا گیا۔ وہاں لکھا ہے، ''تم نبیوں کی اولاد اور اُس عہد کے شریک ہو جو خُدا نے تمہارے باپ دادا سے باندھا جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دُنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے۔ خُدا نے اپنے خادم کو اُٹھا کر پہلے تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم میں سے ہر ایک کو اُس کی بدیوں سے ہٹا کر برکت دے۔''
خُدا نے یسوع کو بھیجا کہ وہ ہر ایک کو اُن کے بُرے راستوں سے باز رکھنے کے وسیلہ سے برکت دے۔ کیوں کہ اُس کا وعدہ پوری دُنیا کے ساتھ تھا۔ اِس کا مطلب ہے خُدا نے سب انسانوں کو اُن کے بُرے راستوں سے باز رکھنے اور انہیں راستباز بنانے کا وعدہ کیا۔ کیا خُدا واقعی ایسا کرنے کے قابل ہے؟ کیا خُدا کی مرضی انسان کی مرضی سے زیادہ مضبوط ہے؟
ایسا بظاہر ناممکن نظر آتا ہے۔ کیوں کہ بہت سے انسان اُس کے بغیر زندگی گزار رہے ہیں اور بہت سے اپنے بُرے راستوں سے باز آئے بغیر مر رہے ہیں۔ تاہم اگر خُدا کے وعدے سچ ہیں تو پھر مستقبل میں اُن کے دل ضرور بدلیں گے یہاں تک کہ اگر وہ مر بھی گئے۔ کیا ایسا ممکن ہے؟

موسیٰ کے وسیلے خُدا کا عہد

ابرہام سے چند سو سال بعد خدا نے موسیٰ کے وسیلہ دو عہود باندھے۔ پہلا عہد عرب میں کوہ حورب کے مقام پر باندھا گیا، جہاں اسرائیلیوں نے قسم کھائی کہ وہ خدا کی فرماں برداری کریں گے۔ خروج ۱۹: ۸ میں لکھا ہے،
''جو کچھ خداوند نے فرمایا ہے وہ سب ہم کریں گے۔''
خُدا نے اُن سے کہا کہ اگر وہ اُس کی فرمانبرداری کریں گے تو پھر وہ اُن کا خُدا ہوگا اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے۔ تاہم وہ اُس کی شریعت پر عمل کرنے سے قاصر رہے اور اِس طرح وہ عہد ٹوٹ گیا اور اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکا۔ پس ایک ایسے عہد کی ضرورت تھی جس میں خُدا خود عہد باندھے اور صرف وہی اُس عہد کو پورا کرے۔

چالیس برسوں کے بعد بزرگ موسیٰ نے استثنا ۲۹:۱میں کہا،

''اسرائیلیوں کے ساتھ جس عہد کے باندھنے کا حکم خُداوند نے موسیٰ کو موآب کے ملک میں دیا اُسی کی یہ باتیں ہیں۔''

خُدا نے موسیٰ سے کہا کہ وہ سب لوگوں یعنی مردوں،عورتوں اوراپنے درمیان موجود پردیسیوں کو جمع کرے تا کہ وہ خُدا کے عہد کو سنیں۔استثنا ۲۹:۱۲،۱۳میں اِس کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔''تا کہ تو خُداوند اپنے خُدا کے عہد میں جسے وہ تیرے ساتھ آج باندھتا اوراُس کی قَسم میں جسے وہ آج تجھ سے کھاتا ہے شامل ہو۔اور وہ تجھ کو آج کے دن اپنی قوم قرار دے اور تیرا خُدا ہو جیسا اُس نے تجھ سے کہا۔''

یہ عہد پہلے سے بالکل مختلف تھا کیوں کہ اب یہ خُدا کا انسان سے عہد تھا نہ کہ صرف انسان کا خُدا کے ساتھ۔اِس کا مطلب ہے کہ خُدا اکیلا ہی اِس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ اُن کو اپنے لوگ بنائے اور وہ اُن کا خُدا ہو۔لیکن ایسا کرنے کے لیے خدا کا تقاضا تھا کہ سب لوگ اپنی بُری راہوں سے باز آئیں تا کہ وہ حقیقت میں اُس کے لوگ بن سکیں۔ ایک بار پھر خُدا لوگوں کے اپنی بُری راہوں سے باز آنے کے وسیلہ اُن کو برکت دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔

موآب کی سرزمین میں خُدا کے عہد کی وسعت کو اگلی آیات میں دیکھا جا سکتا ہے۔استثنا ۲۹:۱۴،۱۵میں مرقوم ہے۔

''اور میں اِس عہد اور قسم میں فقط تم ہی کو نہیں۔پر اُس کو بھی جو آج کے دن خُداوند ہمارے خُدا کے حضور یہاں ہمارے ساتھ کھڑا ہے اور اُس کو بھی جو آج کے دن یہاں ہمارے ساتھ نہیں اُن میں شامل کرتا ہوں۔''

اگر خُدا نے وہاں پر موجود سب لوگوں اور وہاں پر نہ موجود ہونے والوں سے بھی عہد باندھا تو اُس کا یہ عہد عالمگیر عہد تھا۔اُس نے کسی کو بھی اِس عہد سے باہر نہ نکالا۔یہ قَسم فقط یہ نہ تھی کہ اُس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے اور نہ ہی اِس کا مقصد محض انسانوں کو خُدا کی طرف مڑنے کو ممکن بنانا تھا۔خُدا نے اِس عہد کے نتائج انسان کے ہاتھوں میں نہ دیئے یقیناً اگر ایسا ہوتا تو پھر یہ عہد نا کام ہو جاتا۔اصل میں اِس عہد کا مقصد تھا کہ انسانوں کو اُن کے بُرے راستوں سے واپس لایا جائے تا کہ وہ اُس کے لوگ بن سکیں۔

داؤد بادشاہ نے اِسے سمجھا

بہت سال پہلے داؤد بادشاہ اِس وعدہ کو سمجھا۔اُس نے زبور ۶۶:۴میں لکھا،

''ساری زمین تجھے سجدہ کرے گی اور تیرے حضور گائے گی۔ وہ تیرے نام کے گیت گائیں گے۔''

دوبارہ وہ زبور ۶۷ :۴ ،۷ میں کہتا ہے،

''اُمتیں خوش ہوں اور خوشی سے للکاریں کیونکہ تو راستی سے لوگوں کی عدالت کرے گا اور زمین کی امتوں پر حکومت کرے گا۔ خُدا ہم کو برکت دے گا اور زمین کی انتہا تک سب لوگ اُس کا ڈر مانیں گے۔''

یہاں جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ''ڈر'' کیا گیا ہے اُس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ خُدا سے خوف زدہ ہوں گے۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ سب لوگ اُس کو تسلیم کریں گے اور اُس کے زمین پر حکمرانی کے حق کو مانیں گے۔

زبور ۶۸: ۱۸ میں لکھا ہے،

''تو نے عالمِ بالا کو صعود فرمایا۔ تو قیدیوں کو ساتھ لے گیا۔ تجھے لوگوں سے بلکہ سرکشوں سے بھی ہدیئے ملے تا کہ خُداوند خُدا اُن کے ساتھ رہے۔''

زبور ۸۶: ۹، ۱۰ میں لکھا ہے،

''یا رب! سب قومیں جن کو تو نے بنایا آ کر تیرے حضور سجدہ کریں گی۔ اور تیرے نام کی تمجید کریں گی۔ کیونکہ تو بزرگ ہے اور عجیب وغریب کام کرتا ہے۔ تو ہی واحد خدا ہے۔''

برسوں بعد، یوحنا مکاشفہ ۱۵: ۳، ۴ میں اِس آیت کا حوالہ دیتا ہے۔

''اے خُداوند خُدا! قادرِ مطلق! تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں۔ اے ازلی بادشاہ!

تیری راہیں راست اور دُرست ہیں۔ اے خُداوند! کون تجھ سے نہ ڈرے گا؟

اور کون تیرے نام کی تمجید نہ کرے گا؟

کیونکہ صرف تو ہی قدوس ہے

اور سب قومیں آ کر

تیرے سامنے سجدہ کریں گی

کیونکہ تیرے انصاف کے کام ظاہر ہو گئے ہیں۔''

ہم دیکھتے ہیں کہ پھر تمام قومیں اُس کی تمجید کریں گی اور اُس کے نام کو قدوس کہیں گی اور زمین پر حکمرانی کرنے کے اُس کے اختیار کو تسلیم کریں گی۔ وہ دن آئے گا جب وہ تمام سچائی کو جانیں گے اور اُس کی راہوں اور اُس کی راستبازی کو سمجھیں گے۔ جب خدا اُن کے دلوں کو بدلتا اور اُن کی محبت اور تعریف حاصل کر لیتا ہے تو پھر اُس کا عہد پورا ہو جائے گا۔

یسعیاہ کی پیشین گوئی

یسعیاہ نبی نے ۴۵:۲۳ میں لکھا،

’’میں نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے۔کلامِ صدق میرے منہ سے نکلا ہے اور وہ ٹلے گا نہیں کہ ہر ایک گھٹنا میرے حضور جھکے گا اور ہر ایک زبان میری قسم کھائے گی۔‘‘

مقدس پولس رسول نے فلپیوں ۲:۹۔۱۱ میں یسعیاہ کی اِس بات کا اقتباس کیا۔

’’اِسی واسطے خُدا نے بھی اُسے بہت سر بلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔تا کہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے۔خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔اور خُدا باپ کے جلال کے لیے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خُداوند ہے۔‘‘

پولس کا مکاشفہ

جب یسوع زمین پر حکمرانی کرنے کے لیے دوبارہ آئے گا تو اُس کی بادشاہی کا مقصد اپنے تمام دشمنوں کو اپنی محبت کی قدرت سے مطیع کرنا ہوگا۔اِس لیے پولس رسول ۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۵۔۲۸ میں لکھتا ہے،

’’کیونکہ جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے۔۔۔۔اور جب سب کچھ اُس تابع کے ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تا کہ سب میں خُدا ہی سب کچھ ہو۔‘‘

یقیناً موجودہ وقت میں ابھی تک سب کچھ خُدا کے تابع نہیں ہوا۔تا ہم اگر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں قادر ہے تو پھر ہم پُر اُمید ہیں کہ وہ آخری وقت سے پہلے اُسے ضرور پورا کرے گا۔عبرانیوں ۲:۸،۹ میں لکھا ہے،

’’تو نے سب چیزیں تابع کر کے اُس کے پاؤں تلے کر دی ہیں۔پس جس صورت میں اُس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تو اُس نے کوئی چیز ایسی نہ چھوڑی جو اُس کے تابع نہ کی ہو مگر ہم اب تک سب چیزیں اُس کے تابع نہیں دیکھتے۔البتہ اُس کو دیکھتے ہیں جو فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا گیا یعنی یسوع کو کہ موت کا دکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج اسے پہنایا گیا ہے تا کہ خُدا کے فضل سے وہ ہر ایک آدمی کے لیے موت کا مزہ چکھے۔‘‘

دوبارہ پولس رسول کُلسیوں ۱:۱۶۔۲۰ میں لکھتا ہے۔

’’کیونکہ اُسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔آسمان کی ہوں یا زمین کی۔۔۔۔۔سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے اور اُسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔۔۔۔کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اُسی میں سکونت کرے۔اور اُس

کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا، صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کرے۔ خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔''

اُس وقت تخلیق کا مقصد پورا ہو جائے گا اور اِس میں کل نوع بشر شامل ہے۔ آخر کار سب اُس کی طرف رجوع کریں گے۔

کسی کو بھی چھوڑا نہیں جائے گا۔ پولس رسول پھرا۔ تیمتھیس ۴:۹، ۱۱ میں کہتا ہے۔

''یہ بات سچ ہے اور ہر طرح سے قبول کرنے کے لائق ۔ کیونکہ ہم محبت اور جانفشانی اِسی لیے کرتے ہیں کہ ہماری اُمید اُس زندہ خُدا پر لگی ہوئی ہے جو سب آدمیوں کا خاص کر ایمانداروں کا منجی ہے۔''

یوحنا کا مکاشفہ

یوحنا رسول نے آخری زمانہ کی رُویا دیکھی۔ اُس نے یسوع کو بطور خدا کا برّہ دیکھا جس نے اپنے آپ کو بطور دُنیا کے گناہ کا کفارہ قربان کر دیا۔ وہ مکاشفہ ۵: ۱۱، ۱۳ میں لکھتا ہے،

''اور جب میں نے نگاہ کی تو اُس تخت اور اُن جان داروں اور بزرگوں کے گرداگرد بہت سے فرشتوں کی آواز سنی جن کا شمار لاکھوں اور کروڑوں تھا۔ اور وہ بلند آواز سے کہتے تھے کہ ذبح کیا ہوا برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت اور طاقت اور عزت اور تمجید اور حمد کے لائق ہے۔ پھر میں نے آسمان اور زمین اور زمین کے نیچے کی اور سمندر کی سب مخلوقات کو یعنی سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں یہ کہتے سنا کہ جو تخت پر بیٹھا ہے اُس کی اور برّہ کی حمد اور عزت اور تمجید اور سلطنت ابدالآباد رہے۔''

اگر آپ ایمان رکھتے ہیں کہ تمام خُدا نوعِ بشر کو اُس جگہ پر لائے گا جہاں وہ اُس کی تمجید اور اُس کی خدمت کریں تو پھر خُدا کہتا ہے کہ آپ ابرہام کے ساتھ ایمانداروں میں شامل ہیں۔

پولس رسول رومیوں ۴: ۲۱ میں اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ اُسے ''کامل اعتقاد ہوا کہ جو کچھ اُس نے وعدہ کیا ہے وہ اُسے پورا کرنے پر بھی قادر ہے۔''

ہم آدمیوں پر اعتقاد نہیں کرتے بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ خُدا اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے قابل ہے

خُدا کے چُنے ہوئے لوگ کون ہیں؟

ہر ایک قوم اور نسل یہ سوچنا پسند کرتی ہے کہ وہ عظمت و برتری کے لیے چُنی گئی ہے۔ بطور مسیحی میں اِس عقیدہ کے ساتھ پروان چڑھا کہ یہودی خُدا کے چُنے ہوئے لوگ ہیں۔ اِس کی بنیاد اِس تصور پر تھی کہ یہودی ابرہام کی نسل سے ہیں۔

لیکن کیا حقیقت میں جسمانی نسب نامہ ہی وہ بنیاد ہے جسے خُدا اِس بات کا تعین کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے کہ کون چُنا ہوا ہے اور کون چُنا ہوا نہیں ہے؟

برسوں پہلے میں نے خُدا کی شریعت کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور جلد ہی میں نے اِس بات کو جانا کہ چُنے جانے کی بنیاد اصل میں ایمان پر ہے نہ کہ نسب نامہ پر۔ ایلیاہ کے دنوں میں پورے اسرائیل میں صرف سات ہزار (۷۰۰۰) چُنے ہوئے لوگ تھے۔ یہ بہت کم تعداد تھی۔

پس اگر اتنے تھوڑے اسرائیلی چُنے ہوئے تھے تو پھر اِس کی بنیاد نسب نامہ پر کیسے ہو سکتی تھی؟ کیا اسرائیل میں صرف سات ہزار (۷۰۰۰) اسرائیلی تھے؟ کیا دُوسرے تمام لوگ غیر ملکی اور ابرہام کی نسل سے نہیں تھے؟

پولس کی توضیح

پولس رسول رومیوں ۱۱: ۲، ۳ میں لکھتا ہے،

’’خُدا نے اپنی اُس اُمت کو رد نہیں کیا جسے اُس نے پہلے سے جانا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کتابِ مقدس ایلیاہ کے ذِکر میں کیا کہتی ہے؟ کہ وہ خُدا سے اسرائیل کی یوں فریاد کرتا ہے کہ اے خُداوند اُنھوں نے تیرے نبیوں کو قتل کیا اور تیری قربان گاہوں کو ڈھا دیا۔ اب میں اکیلا باقی ہوں اور وہ میری جان کے بھی خواہاں ہیں۔‘‘

پولس اگلی آیات میں اِس پر تبصرہ کرتا ہے۔

’’پس نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ اسرائیل جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اُس کو نہ ملی مگر برگزیدوں کو ملی اور باقی سخت کیے گئے۔‘‘ (رومیوں ۱۱: ۷)

برگزیدہ کون تھے؟ وہ اُن سات ہزار (۷۰۰۰) لوگوں کے بارے میں بات کر رہا تھا جن کو خُدا نے پوری قوم میں سے اپنے لیے الگ کیا تھا۔ پولس اُن کو ’’برگزیدہ‘‘ کہتا ہے۔ اور وہ اُن کو بڑے محتاط انداز سے دُوسروں سے الگ کرتا ہے جو سخت کیے گئے۔

صرف بقایا ہی چُنے ہوئے تھے۔ دُوسرے چُنے ہوئے نہیں تھے۔ پس یہ واضح ہے کہ برگزیدہ ہونے کا تعلق نسل یا نسب نامہ سے بڑھ کر ہے۔ ورنہ وہ سب برگزیدہ ہوتے۔

اسرائیلی ۷۲۱ ق۔م میں اسیر ہو کر اُسور کی غلامی میں چلے گئے۔ کیا اِس کا یہ مطلب تھا کہ خُدا نے اسرائیل کو رد کر دیا؟ اِس کا جواب ہاں اور نہیں دونوں ہے۔ یقیناً اُن کو رد کر دیا گیا۔ لیکن بقایا بچ جانے والوں نے خُدا کی میراث کو حاصل کیا۔ لیکن باقی اسرائیلیوں نے اپنے آپ کو سخت کر لیا۔

پولس نے کہا کہ خُدا کی بادشاہی کے وارث ہونے کے لیے یسوع مسیح کے وسیلے خُدا پر ایمان لانا ضروری ہے۔ رومیوں ۱۰:۱۱۔۱۳ میں لکھا ہے،

''چنانچہ کتاب مقدس یہ کہتی ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے گا وہ شرمندہ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہودیوں اور یونانیوں میں کچھ فرق نہیں اِس لیے کہ وہی سب کا خُداوند ہے اور اپنے سب دُعا کرنے والوں کے لیے فیاض ہے۔ کیونکہ جو کوئی خُداوند کا نام لے گا نجات پائے گا۔''

اگر ایک یہودی یا یونانی خُداوند کو قبول کرتا ہے تو دونوں برابر نجات حاصل کریں گے اور ایک ہی بدن کا حصہ ہوں گے۔ کسی بھی طور پر یہودی کی نجات یونانی کی نجات سے اعلیٰ وارفع نہیں ہے۔ یہودی کو کسی بھی طور پر یونانی سے اُتم مقام حاصل نہیں ہے۔

دوبارہ پولس رسول گلتیوں ۳:۲۶۔۲۹ میں کہتا ہے،

''کیونکہ تم سب اُس ایمان کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے خُدا کے فرزند ہو۔ اور تم سب جتنوں نے مسیح میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا مسیح کو پہن لیا۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ کوئی غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو۔ اور اگر تم مسیح کے ہو تو ابرہام کی نسل اور وعدہ کے مطابق وارث ہو۔''

مسیح پر ایمان لانے کے وسیلے سب خُدا کی بادشاہی کے یکساں شہری بن گئے۔

جُدا کرنے والی دیوار

یروشلیم کی ہیکل کے صحن میں ایک دیوار تھی جو یہودی مردوں کو عورتوں اور غیر یہودیوں سے الگ کرتی تھی۔ صرف یہودی مردوں کو ہی خُدا کے قریب آنے کی اجازت تھی۔ عورتیں اور غیر یہودی فاصلہ پر رہتے۔

وہاں دیوار پر ایک نشان لگا ہوا تھا جس کے اُوپر لکھا تھا: ''کوئی بھی غیر قوم جُدا کرنے والی دیوار سے پاک مقام میں نہیں جا سکتا، جو بھی ایسا کرتا پایا گیا وہ موت کی سزا کا مستوجب ہوگا۔''

یہ نشان ایک ماہر آثاریات نے ۱۸۷۱ء میں دریافت کیا۔ پولس رسول اِس دیوار کے بارے میں افسیوں ۲:۱۴۔۱۸

میں لکھتا ہے،

’’کیونکہ وہی ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کر لیا اور جدائی کی دیوار کو جو بیچ میں تھی ڈھا دیا۔۔۔۔تا کہ دونوں سے اپنے آپ میں ایک نیا انسان پیدا کر کے صلح کرا دے۔۔۔۔کیونکہ اُسی کے وسیلہ سے ہم دونوں کی ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے۔‘‘

یسوع ہیکل کے اُن قوانین کے ساتھ متفق نہ ہوا کہ لوگوں کو دو الگ الگ گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

اِس دیوار نے ایک نفسیاتی تصور پیدا کیا کہ یہودی خُدا کے چُنے ہوئے لوگ ہیں جو دُوسروں سے بالاتر ہیں۔اِس نے ایک ثقافتی اور مذہبی رکاوٹ کو پیدا کیا جسے خُدا نے قبول نہ کیا۔سلیمان کو کسی قسم کی ہدایت یا حکم نہ دیا گیا کہ وہ اپنی ہیکل میں اِس طرح کی دیوار تعمیر کرے۔اِس دیوار کو بعد میں اُن لوگوں نے تعمیر کیا جو شریعت کو نہیں سمجھتے تھے۔

سب کے لیے ایک قانون

خُدا کی شریعت میں لکھا ہوا ہے،

’’مجمع کے لیے یعنی تمہارے لیے اور اُس پردیسی کے لیے جو تم میں رہتا ہو نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔خُداوند کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔تمہارے لیے اور پردیسیوں کے لیے جو تمھارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو۔‘‘(گنتی ۱۵:۱۵۔۱۶)

شریعت کہتی ہے ’’خُداوند کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔‘‘ ہیکل میں جُدا کرنے والی یہ دیوار اُس قانون کی خلاف ورزی کرتی تھی۔کیونکہ اِس سے تقسیم ہوتی اور یہ خُدا کے سامنے عورتوں اور اجنبیوں کے مساوی ہونے کے حق کی خلاف ورزی کرتی تھی۔جس نے بھی تقسیم کرنے والی اِس دیوار کو بنایا اُس نے بہت بڑا گناہ کیا۔

یسوع اُس جدائی کی دیوار کو ختم کرنے کے لیے آیا کیونکہ اُس کی بادشاہی میں سب برابر ہیں۔

اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ

شریعت احبار ۱۹:۱۸ میں کہتی ہے، ’’اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔‘‘ یسوع نے کہا کہ یہ دُوسرا بڑا حکم ہے۔ متی ۲۲:۳۵۔۴۰ میں لکھا ہے،

’’اور اُن میں سے ایک عالمِ شرع نے آزمانے کے لیے اُس سے پوچھا۔اے اُستاد توریت میں کون سا حکم بڑا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا کہ خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔اور دُوسرا اِس کی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔اِن ہی دو حکموں پر

تمام توریت اور انبیا کے صحیفوں کا مدار ہے۔''

یہودی ربیوں نے اِس قانون کو مسخ کر دیا تھا وہ کہتے تھے کہ غیر یہودی کسی کا پڑوسی نہیں ہوسکتا۔

اِسی لیے بعد میں ایک عالمِ شرع نے یسوع سے پوچھا، ''میرا پڑوسی کون ہے؟'' (لوقا۱۰:۲۹)

یسوع نے ایک تمثیل کے ذریعے اُسے جواب دیا۔ اُس نے کہا کہ ''ایک آدمی یروشلیم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گھر گیا۔ اُنھوں نے اُسے مارا اور ادھ موا چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک کاہن اُس راہ سے گزرا اور اُس نے اُس کے لیے کچھ نہ کیا۔ اِسی طرح ایک لاوی بھی اُس زخمی آدمی کے پاس سے گزرا اور اُس نے بھی اُس کے لیے کچھ نہ کیا۔ پھر ایک سامری اُدھر سے گزرا اور اُس نے اُس پر ترس کھایا۔ وہ اُس زخمی آدمی کو سرائے میں لے آیا اور اُس کی صحت یابی کے لیے قیمت ادا کی۔ پھر یسوع نے عالم شرع سے پوچھا، ''اِن تینوں میں سے اُس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی ٹھہرا۔'' (لوقا۱۰:۳۶)

اِس تمثیل کے ذریعے یسوع نے سامری کی بطور ہمسایہ شناخت کرائی کیوں کہ اُس نے وہ کیا جو اصل میں ہمسائگی تھی۔ اِس لیے ''اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔''

اِس میں سامری اور دُوسرے تمام اجنبی شامل ہیں۔ وہ لوگ جو اجنبیوں سے محبت نہیں کرتے دُوسرے سب سے بڑے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

محبت کی شریعت

شریعت استثنا ۱۰:۱۹ میں کہتی ہے،

''سو تم پردیسیوں سے محبت رکھنا کیونکہ تم بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔''

اسرائیلیوں کے ملکِ مصر میں قیام کے دوران صدیوں تک اُن سے بدسلوکی ہوتی رہی۔ خُدا نے اِس لیے ایسا کرنے کی اجازت دی تا کہ اسرائیلی اِس بات کو سیکھ سکیں کہ اُنھوں نے پردیسیوں سے بدسلوکی نہیں کرنی۔

احبار ۱۹:۳۳، ۳۴ میں لکھا ہے،

''اور اگر کوئی پردیسی تیرے ساتھ تمہارے ملک میں بود و باش کرتا ہو تو تم اُسے آزار نہ پہنچانا۔ بلکہ جو پردیسی تمہارے ساتھ رہتا ہو اُسے دیسی کی مانند سمجھنا بلکہ تو اُس سے اپنی مانند محبت کرنا اِس لیے کہ تم ملک مصر میں پردیسی تھے میں خُداوند تمہارا خُدا ہوں۔''

اگر ایک پردیسی اسرائیل کی سرزمین میں آنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اُس کی خواہش اسرائیل کے خُدا کی خدمت کرنا ہے۔ اُس نے اُس زمین کے فوائد دیکھے جس پر خُدا کی حکمرانی اور اُس کے قوانین نافذ ہیں۔ اسرائیل میں

آنے کی وجہ سے وہ اُن قوانین پرعمل کرنے کے لیے رضامند ہوتا۔اُس کے ساتھ برابری کا سلوک کیا جاتا اور اسرائیلی اُس سےایسے محبت کرتے جیسے وہ اپنے آپ سے محبت کرتے تھے۔
خُدا کے احکامات میں کسی بھی قسم کی کمی کرنا گناہ تھا۔

عادل ومنصف خُدا

خُدا اپنے تمام معاملات میں عادل ومنصف ہے۔خروج ۲۳:۳ میں منصف کوحکم تھا کہ وہ کسی کی بھی طرف داری نہ کرے، یہاں تک کہ کنگال آدمی کی بھی نہیں۔نویں (۹) آیت میں لکھا ہے، ''اور پردیسی پرظلم نہ کرنا کیونکہ تم پردیسی کے دل کو جانتے ہو اِس لیے کہ تم خود بھی ملک مصر میں پردیسی تھے۔''
پردیسیوں سے غیر مساوی سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔
یعقوب ۲:۹ میں لکھا ہے،
لیکن اگر تم طرف داری کرتے ہو تو گناہ کرتے ہو اور شریعت تم کو قصوروار ٹھہراتی ہے۔''
پولس رومیوں ۳:۹ میں لکھتا ہے،
''پس کیا ہوا؟ کیا ہم کچھ فضلیت رکھتے ہیں؟ بالکل نہیں کیونکہ ہم یہودیوں اور یونانیوں دونوں پر پیشتر ہی یہ الزام لگا چکے ہیں کہ وہ سب کے سب گناہ کے ماتحت ہیں۔''
خُدا نے کنعانیوں کو اُن کے گناہ کی وجہ سے اُن کی سرزمین سے بے دخل کر دیا اور وہ اسرائیلیوں کو دے دی۔تاہم خُدا نے اسرائیلیوں کو بھی متنبہ کر دیا کہ اگر اُنھوں نے بھی کنعانیوں کے سے کام کیے تو وہ اُن کو بھی بے دخل کر دے گا۔(استثنا ۸:۱۹،۲۰)
خُدا اپنے تمام فیصلوں میں عادل ومنصف ہے۔

کون ابرہام کے فرزند ہیں؟

عبرانی زبان میں ''بیٹا'' صرف اُسے ہی نہیں کہتے تھے جو جسمانی طور پر کسی سے پیدا ہوا ہو۔بلکہ اِسے کسی شخص کے مخصوص اعمال کی مشابہت کی وجہ سے بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔ مثال کے طور پر، یسوع کے دو شاگرد یعقوب اور یوحنا جو آپس میں بھائی تھے۔اُن کو ''گرج کے بیٹے'' کہا گیا ۔(مرقس ۳:۱۷) وہ جسمانی طور پر گرج کے بیٹے نہیں تھے۔کیونکہ گرج کسی کو بھی جَن نہیں سکتی۔
اِسی طرح حکمت کے فرزند، نور کے فرزند اور ابلیس کے فرزند بھی استعمال ہوتا ہے۔ان میں سے کسی کو بھی جسمانی طور پر بیٹا تصور نہیں کیا جا سکتا۔اسی طرح پولس ابرہام کے فرزندوں کی بھی وضاحت کرتا ہے۔وہی ابرہام کے فرزند ہیں جو اُس کے ایمان کے نمونہ کی پیروی کرتے ہیں گے۔گلتیوں ۳:۷ میں لکھا ہے، ''پس جان لو کہ جو ایمان

والے ہیں وہی ابرہام کے فرزند ہیں۔‘‘

اِس وضاحت سے یہ بات عیاں ہے کہ جو یسوع مسیح پر ایمان نہیں رکھتے وہ ابرہام کے فرزند نہیں ہیں۔عبرانیوں ۶:۱۱ میں لکھا ہے، ’’اور بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے۔‘‘ خُدا حسب نسب سے خوش نہیں ہوتا وہ صرف اُس وقت خوش ہوتا ہے جب ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے قابل ہے۔

(رومیوں ۴:۲۱،۲۲)

وہ لوگ جو ابرہام کا سا ایمان رکھتے ہیں قطع نظر اپنے حسب نسب وہ اُس کے فرزند اور خُدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔

موت کیسے آپ کی رُوح، جان اور بدن کو متاثر کرتی ہے

کلام مقدس رُوح، جان اور بدن میں فرق کرتا ہے۔ جب پولس رسول نے ۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۲۳، ۲۴ میں دُعا کی تو اُس نے اِس کا ذکر کیا:

''خُدا جو اطمینان کا چشمہ ہے آپ ہی تم کو بالکل پاک کرے اور تمہاری رُوح اور جان اور بدن ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں۔ تمھارا بلانے والا سچا ہے۔ وہ ایسا ہی کرے گا۔''

بہت سے لوگ اپنی رُوح، جان اور بدن کے درمیان فرق کے بارے میں نہیں جانتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی جان اُن کے بدن کی طرح نہیں کیوں کہ یہ فرق بالکل واضح ہے۔ لیکن اکثر رُوح، جان اور بدن کے درمیان فرق کے بارے میں سکھایا ہی نہیں جاتا۔

جب یسوع نے جان دی

کلامِ مقدس ہمیں بتاتا ہے کہ جب یسوع نے جان دی تو اُس کی رُوح، جان اور بدن مختلف جگہوں پر گئے۔

اولاً، ایک آدمی یوسف نے اُس کے بدن کو قبر میں رکھا، مرقس ۱۵: ۴۶ میں لکھا ہے،

''اُس نے ایک مہین چادر مول لی اور لاش کو اتار کر اُس چادر میں کفنایا اور ایک قبر کے اندر جو چٹان میں کھودی گئی تھی رکھا اور قبر کے منہ پر ایک پتھر لڑھکا دیا۔''

ثانیاً، یسوع کی جان عالمِ ارواح (hades) میں گئی، اکثر اس کا ترجمہ ''پاتال'' (hell) بھی کیا گیا ہے۔ ہم یہ بات پطرس کے پنتیکُست کے وعظ میں دیکھتے ہیں، جہاں وہ اعمال ۲: ۲۴-۲۷ میں کہتا ہے،

''لیکن خُدا نے موت کے بند کھول کر اُسے جلایا کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُس کے قبضہ میں رہتا۔ کیونکہ داؤد اُس کے حق میں کہتا ہے کہ میں خُداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا۔ کیونکہ وہ میری دہنی طرف ہے تاکہ مجھے جنبش نہ ہو۔ اسی سبب سے میرا دل خوش ہوا اور میری زبان شاد بلکہ میرا جسم بھی امید میں بسا رہے گا۔ اِس لیے کہ تو میری جان کو عالم ارواح میں نہ چھوڑے گا اور نہ اپنے مُقدّس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے دے گا۔''

پطرس زبور ۱۶: ۱۰ کا اقتباس کر رہا تھا، جہاں داؤد بادشاہ نے کہا،

''کیونکہ تو نہ میری جان کو پاتال (sheol) میں رہنے دے گا اور نہ اپنے مُقدّس کو سڑنے دے گا۔''

پطرس کہتا ہے کہ داؤد مستقبل میں آنے والے کسی شخص کے بارے میں پیشین گوئی کر رہا تھا۔ یہ یسوع تھا جس کا

بدن نہ سڑا اور نہ ہی اُس کی جان عالمِ ارواح (sheol) میں چھوڑی گئی۔(عبرانی میں اس کا مترادف پاتال/ hades ہے)

یسوع اور داؤد دونوں ہی پاتال میں نہ چھوڑے گئے۔کیونکہ یسوع مُردوں میں سے جی اُٹھا اور داؤد مستقبل میں جی اُٹھے گا۔تاہم دونوں کی جانوں نے عالمِ ارواح یا پاتال میں وقت گزارا۔ ہمارا مقصد یہاں اِس بات کو دیکھنا ہے کہ جان عالمِ ارواح میں جاتی ہے، جبکہ مردہ اجسام قبروں میں جاتے ہیں۔ جان قبر میں نہیں جاتی اور نہ ہی ہمارے جسم عالم ارواح میں جاتے ہیں۔موت کے وقت رُوح، جان اور بدن اپنی اپنی جگہ پر جاتے ہیں۔

بالآخر، یسوع نے صلیب پر اپنی موت سے پہلے کہا،

''اے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔'' (لوقا ۲۳:۴۶) اِس بات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ رُوح قبر میں نہیں جاتی اور نہ ہی یہ پاتال میں جاتی ہے۔ یہ خُدا کے پاس جاتی ہے۔اِس لیے ہم واعظ ۱۲:۷ میں پڑھتے ہیں،

'' اور خاک سے جا ملے جس طرح آگے ملی ہوئی تھی اور رُوح خُدا کے پاس جس نے اُسے دیا تھا واپس جائے۔''

کلامِ مقدس ہمیں سکھاتا ہے کہ موت ''انتقال/ واپسی'' ہے۔اِس کا مطلب ہے کہ جسم خاک میں واپس چلا جاتا ہے جہاں سے یہ لیا گیا، اور جان پاتال (''نیند'' یا بے ہوشی) میں چلی جاتی ہے، اور رُوح خُدا کے پاس واپس چلی جاتی ہے جو اِس کا اصل منبع ہے۔

جان فانی ہے

آدم میں ہم سب فطری طور پر بطور زندہ نفس پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری جان عقل، مرضی اور جذبات سے بنی ہے۔ جان شعور کی آماج گاہ ہے۔ یہ اِس بات کی پہچان ہے کہ ہم اِس کے ساتھ پیدا ہوئے تھے۔ جب ہم ''میں'' کہتے ہیں تو ہم عموماً ''میں'' کا مطلب اپنی جان لیتے ہیں۔

حزقی ایل ۱۸:۴ میں نبی کہتا ہے،

''دیکھ سب جانیں میری ہیں جیسی باپ کی جان ویسی ہی بیٹے کی جان بھی میری ہے۔''

ہم سب اِس بات سے آگاہ ہیں کہ ہمارے جسم مرتے ہیں، لیکن جان بھی جسم کے ساتھ مر جاتی ہے۔ پس جان فانی ہے۔

اِس حقیقت کی بنیاد یہ ہے کہ آدم جیتی جان بنا۔(پیدایش ۲:۷ ؛ ۱-کرنتھیوں ۱۵:۴۵) جب آدم نے گناہ کیا، تو

اِس کی سزا موت تھی (پیدایش ۳:۴) کیا اُس کے جسم نے گناہ کیا یا اُس کی جان نے؟ یقیناً دونوں نے، اور اِس وجہ سے اُس کا جسم اور جان دونوں فانی ہو گئے۔

خُدا کی شریعت میں جسم اور جان دونوں ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ہم کلام مقدس میں پڑھتے ہیں، ''کیونکہ جسم کی جان خون میں ہے۔'' (احبار ۱۱:۱۷) اِسے پڑھنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے، ''جسمانی جان خون میں ہے۔''

یہ رُوح، جان اور بدن کے درمیان تعلق کو سمجھنے کی بھی کلید ہے۔

جسم، خون اور سانس

ہم سب اِس بات سے واقف ہیں کہ ہمارے بدن گوشت پوشت کے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جان خون میں ہوتی ہے۔ لفظ ''رُوح'' سانس، دم اور چلتی ہوا کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ سانس خون کو زندگی دیتا ہے۔ جو پورے بدن میں گردش کرتا ہے۔

بدن: گوشت

جان: خون

رُوح: سانس

اگرچہ گوشت، خون اور سانس الگ الگ ہیں مگر یہ بدن، جان اور رُوح کے ساتھ ایک بھی ہیں۔

دو شعوری شناختیں

پولس رسول رومیوں کے خط کے ساتویں باب میں دو شناختوں کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اُسے فطری شناخت (جان) جسمانی والدین کے وسیلہ سے ملی یہ بدنی یا جسمانی تھی (رومیوں ۷:۱۴) لیکن پولس ایک رُوحانی شناخت بھی رکھتا تھا جو اُس کی رُوح میں بسی تھی۔ وہ اُسے ''نیا انسان'' یا ''نئی مخلوق'' کہتا ہے۔

یہ نیا انسان رُوح القدس کے وسیلہ انسان کی رُوح میں پیدا ہوتا ہے اور پولس رسول کہتا ہے کہ اب وہ پرانے انسان کی بجائے ایک نیا انسان ہے۔ اگرچہ اُس کی پرانی انسانیت جسمانی ہے مگر وہ اپنی شناخت اُس کے ساتھ نہیں کراتا۔ پولس نے کیسے یہ ''نئی انسانیت'' حاصل کی۔ وہ ایمان کے ذریعے نئے سرے سے پیدا ہوا۔ ایمان خُدا کا کلام سننے سے پیدا ہوتا۔ (رومیوں ۱۰:۱۷) کلام وہ ''بیج'' ہے جو ہماری رُوح میں نئے انسان کو جنم دیتا ہے۔ اِس لیے ۱-پطرس ۱:۲۳ میں لکھا ہے،

''کیونکہ تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خُدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے ہو۔''

کلام پر ایمان لانے سے ہم خُدا کے تخم کو حاصل کرتے ہیں، اور ہمارا باپ ہمیں جنم دیتا ہے۔ یہ نیا انسان اور نئی شناخت ہے جو ہماری رُوح میں تخلیق ہوتی ہے۔ جب آپ اِسے سمجھ جاتے ہیں کہ یہ کیسے کام کرتی ہے تو پھر آپ اِس نئے انسان کی شناخت کے قابل ہو جاتے ہیں اور اِس بات کو جان جاتے ہیں کہ اصل میں آپ کیا ہیں۔

یہ شعور وفہم یقیناً نفسانی انسان کے ساتھ تصادم کا سبب بنتا ہے جو آپ پہلے تھے۔ پرانی انسانیت آپ پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ یہ فانی اور بگڑی ہوئی ہے، یہ گناہ کی شریعت پر عمل کرتی ہے اور ہم سے گناہ کرانے کی مسلسل کوشش کرتی ہے یہاں تک کہ پولس رسول اپنی ذات میں اِس تصادم کو دیکھتا ہے۔

رومیوں ۷:۱۸۔۲۰ میں لکھا ہے،

''کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔ چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔ پس اگر میں وہ کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں کرتا تو اُس کا کرنے والا میں نہ رہا بلکہ گناہ ہے جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔''

پولس کی زبان کو سمجھنا مشکل ہو سکتا ہے، لیکن وہ اِس بات کو واضح کرتا ہے کہ جسم کی خواہش ابھی تک اُس کے اندر موجود ہے۔ لیکن اُس کا اِس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اُس کی شناخت پرانے انسان سے ایک نئے رُوحانی انسان میں تبدیل ہو گئی ہے۔

پولس کہتا ہے کہ یہ نیا رُوحانی انسان خُدا کی شریعت کا محکوم ہے۔ جبکہ پرانا انسان گناہ کی شریعت کا محکوم ہے۔ (رومیوں ۷:۲۵) پس پولس کہتا ہے کہ ہم اپنی زندگیاں نئے انسان کی شعوری شناخت کے مطابق گزاریں، تا کہ ہم پرانے جسمانی انسان کی خواہشوں کو پورا نہ کریں۔

کیسے خُدا کے وعدوں کا وارث ہوا جائے؟

پولس ۱-کرنتھیوں ۱۵:۵۰ میں کہتا ہے،

''اے بھائیو! میرا مطلب یہ ہے کہ گوشت اور خون خُدا کی بادشاہی کے وارث نہیں ہو سکتے اور نہ فنا بقا کی وارث ہو سکتی ہے۔''

خون اور گوشت جسم اور جان کو پیش کرتے ہیں۔ یہ دونوں جسمانی ہیں اور اِن دونوں میں سے کوئی بھی خُدا کی

بادشاہی کا وارث نہیں ہوسکتا۔ جب آدم نے گناہ کیا تو اُن کی موت کا حکم ہو گیا۔ اور یہ حکم تبدیل نہیں ہوسکتا تھا۔ اِس طرح کیسے کوئی بچ سکتا ہے؟ کیا بدن ضبط نفس سے کامل ہوسکتا ہے؟ کیا جان (ذہن) تعلیم یا تربیت سے غیر فانی ہوسکتی ہے؟ جی نہیں، بلکہ اِس کا ایک دُوسرا طریقہ ہے۔

صرف ایک ہی شخص خُدا کے وعدوں کا وارث ہوسکتا ہے جو نیا انسان ہے اور خُدا سے پیدا ہوا ہے۔ جان نہ ہی غیر فانی ہے اور نہ ہی یہ خُدا کی بادشاہی کی وارث ہوگی۔ یہ ضرور ختم ہو جائے گی۔ ہم اِس کی اصلاح اور تربیت کر سکتے ہیں کہ یہ گناہ نہ کرے، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے یہ پہلے سے ہی گناہ آلودہ ہے۔ یہ پہلے سے ہی نا اہل ہو چکی ہے۔ نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ خُدا کے کلام کو ایمان سے قبول کیا جائے کیونکہ یہ ہی تخم ہے جو خُدا کے فرزندوں کو جنم دیتا ہے جو اُس کی بادشاہی کے وارث ہوں گے۔ نیا انسان جو تخلیق کیا گیا وہ وارث ہوگا۔

جب آپ اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں تو آپ وہ نئے انسان ہیں۔ یہ سادہ نمونے کی دُعا کریں:

''آسمانی باپ، میں ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع، مسیح ہے اور اُس کے خون نے میرے تمام گناہوں کا کفارہ دے دیا۔ میری رُوح میں ایک نئے انسان کو پیدا کر اور میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں پرانا انسان نہیں رہا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نیا انسان ہوں، مسیح میں نیا مخلوق۔ اب مجھے سکھا کہ بطور نئی مخلوق میں نے اپنی زندگی کیسے گزارنی ہے۔

جب آپ مرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟

زیادہ تر لوگوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ جب وہ مرتے ہیں تو اُن کے بدن مرجاتے ہیں اور اُن کی جان آسمان یا پاتال میں چلی جاتی ہے۔ بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اپنی رُوح کے بارے میں جانتے ہیں۔ لیکن جیسے ہم دیکھ چکے ہیں جسم اور جان دونوں مرجاتے ہیں۔ کسی کی جان آسمان پر نہیں جاتی اور نہ ہی یہ غیر فانی ہے۔ یہ عالمِ ارواح یا پاتال میں جاتی ہے۔

لفظ ''پاتال'' کے معنی نادیدہ اور غیر محسوسیت کی جگہ ہے۔ یہ شعوری اذیت کی جگہ نہیں ہے۔ واعظ ۹:۵ میں لکھا ہے، ''کیونکہ زندہ جانتے ہیں کہ وہ مریں گے پر مُردے کچھ بھی نہیں جانتے۔'' کلام مقدس زیادہ تر اِس غیر شعوری حالت کو ''نیند'' کہتا ہے۔ دانی ایل ۱۲:۲ میں لکھا ہے، ''اور جو خاک میں سو رہے ہیں اُن میں سے بہتیرے جاگ اُٹھیں گے بعض حیات ابدی کے لیے۔۔۔''

پولس ۱- کرنتھیوں ۱۵:۵۱ میں اس کی بازگشت کرتا ہے وہ کہتا ہے،

''دیکھو میں تم سے بھید کی بات کہتا ہوں۔ ہم سب تو نہیں سوئیں گے مگر سب بدل جائیں گے۔''

اچھی خبر یہ ہے کہ اگر چہ آپ کی جان موت کی نیند سو جاتی ہے مگر آپ کی رُوح خُدا کے پاس چلی جاتی ہے۔ آپ کی رُوح کو ایک شعوری شناخت دی گئی ہے اور اصل یہ ہی آپ ہیں۔ جب آپ کی رُوح خُدا کے پاس واپس جاتی ہے، تو آپ اُس وقت مکمل نہیں ہوتے۔ کیونکہ آپ کی جان اور بدن آپ کے ساتھ نہیں جا سکتے۔ پولس کی اِس دُعا پر غور کریں،

''اور تمہاری رُوح اور جان اور بدن ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں۔'' (۱۔ تھسلنیکیوں ۵: ۲۳)

یہ ہی وجہ ہے کہ دوبارہ جی اُٹھنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اگر چہ آپ کی رُوح محفوظ ہو سکتی ہے مگر آپ اُس وقت تک مکمل نہیں جب تک آپ اُس کے ساتھ ایک نئی جان اور بدن کو حاصل نہیں کرتے۔

قید یا معاوضہ

دُنیا کے بیشتر ممالک میں رائج فوجداری قانون کے مطابق لوگوں کو معاوضہ ادا کرنے کی بجائے جیل میں بھیجا جاتا ہے۔ عام طور پر دیوانی مقدمات میں جرمانے اور ہرجانے کیے جاتے ہیں لیکن اکثر اِن کو ادا نہیں کیا جاتا۔ اِس طرح جرم کے شکار فرد کو انصاف ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جب لوگوں کو جیل بھیج دیا جاتا ہے تو وہ متاثرین کو معاوضہ ادا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ کوئی بھی معنی خیز کام نہیں کر سکتے جس سے وہ معاوضہ کی ادائیگی کے لیے رقم کما سکیں۔ جیل میں کیے جانے والے کام کا فائدہ صرف جیل اور اُس کی انتظامیہ کو ہوتا ہے۔ موجودہ نظام کے تحت اُس کا فائدہ نہ تو قیدیوں کو ہوتا ہے اور نہ ہی جرم کا شکار ہونے والے لوگوں کو۔

مسئلہ یہ ہے کہ سزا انصاف کے مطابق نہیں ہے، کم از کم یہ بائبلی اصولات کے مطابق تو نہیں ہے۔ جب مقصد انصاف کی بجائے سزا ہو تو یہ نظام حقیقی بائبلی انصاف سے دور چلا جاتا ہے۔

بائبل مقدس میں خُدا کی بادشاہی انصاف کا اعلیٰ و ارفع نظام مہیا کرتی ہے۔ لیکن بد قسمتی سے بہت سے لوگ ''بائبلی انصاف'' کے تصور کو غلط سمجھتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سخت اور غیر معقول ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ جدید جیل کے نظام سے کہیں زیادہ رحم دلانہ ہے۔

بائبلی حل

خُدا کے قانون کی بنیاد اِس اصول پر ہے کہ اُس وقت تک انصاف مکمل نہیں ہو پاتا جب تک ناانصافی کے شکار تمام افراد کو مکمل معاوضہ ادا نہیں کر دیا جاتا۔ بالفاظ دیگر قانونی ترتیب کو بحال کیا جائے بجائے اِس کہ پرانی چیزوں میں توازن قائم کرنے کے لیے نئی بے انصافیاں پیدا کر لی جائیں۔

قانون شکنی کرنے والوں کو سزا دینا مقصد نہیں ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ قانون شکن متاثرین کو اُن کا معاوضہ ادا کرے۔ اگر اُس کے پاس ایسا کرنے کے لیے کافی وسائل نہیں تو وہ اُس وقت تک کام کرے گا جب تک وہ مکمل معاوضہ ادا نہیں کر دیتا۔

اصل حل یہ ہے کہ کام کرایا جائے نہ کہ قید دی جائے۔

املاک سے متعلق جرائم سے نمٹنے کے لیے بنیادی ہدایت نامہ خروج ۲۲: ۱-۴ میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس کی ابتدائی

آیت میں مندرج ہے،
''اگر کوئی آدمی بیل یا بھیڑ چرالے اور اُسے ذبح کر دے یا بیچ ڈالے تو وہ ایک بیل کے بدلے پانچ بیل اور ایک بھیڑ کے بدلے چار بھیڑیں بھرے۔''
اُن دنوں میں بیل بار برداری اور کھیتی باڑی کے لیے استعمال ہوتا تھا اور یہ کسی شخص کے تجارتی سامان کو ظاہر کرتا تھا۔اور کسی شخص کے تجارتی سامان کو چوری کرنا زائد معاوضے کا تقاضا کرتا کیوں کہ یہ عمل متاثرہ شخص کو کام کرنے سے روک دیتا۔اِسی لیے خُدا پانچ گنا معاوضے کا تقاضا کرتا ہے۔لیکن ایک عام چوری کے لیے چار گنا معاوضہ کافی ہوتا۔آیت ۴ میں لکھا ہے،
''اگر چوری کا مال اُس کے پاس جیتا ملے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا تو بھیڑ تو وہ اُس کا دونا بھر دے۔''
پس ہم دیکھتے ہیں کہ چار گنا معاوضہ کی ادائیگی کا اطلاق صرف اِس صورت میں ہوتا اگر چوری کی گئی چیز سالم یا زندہ واپس نہیں کی جاتی۔اگر چوری کی گئی اشیا واپس ہو جاتی ہیں تو پھر معاوضہ دُگنا ہوگا۔آیت ۳ میں لکھا ہے کہ اگر چور کے پاس معاوضہ ادا کرنے کے لیے کچھ بھی نہ ہو تو پھر وہ ''چوری کے لیے بیچا جائے۔''
یہ بائبل کے زمانے میں عام بابلی قانون سے بہت مختلف تھا۔بابلی قانون میں اِس طرح لکھا تھا۔
''اگر ایک آدمی نے بیل، بھیڑ، گدھا یا سور چرایا ہو، چاہے انہیں مندر یا محل سے چرایا گیا ہو، تو وہ شخص اُس کا تیس گنا بھرے گا۔اگر اُس نے کسی غریب آدمی کی چوری کی ہے تو وہ دس گنا بھرے گا اگر چور معاوضہ ادا نہیں کر سکتا تو اُس کی سزا موت ہوگی۔''
بالفاظ دیگر اگر ایک آدمی کسی امیر کی چوری کرتا ہے جو وہ چرائی گئی چیز کی قیمت کا تیس گنا بھرے گا۔لیکن اگر غریب آدمی کی چوری کی گئی ہے تو وہ صرف دس گنا معاوضہ ادا کرے گا۔یہ ناانصافی تھی کیوں کہ یہ قانون لوگوں کو دو طبقوں میں تقسیم کرتا تھا اور انصاف کے ایک غیر مساوی نظام کو پیدا کرتا تھا۔
اُن دِنوں تیس گنا معاوضہ کی طلبی عام طور پر ناممکن تھی۔اِس لیے چور کو مار دیا جاتا۔تاہم خُدا کا قانون سب کے لیے یکساں انصاف فراہم کرتا ہے اور یہ معاوضہ پانچ گنا سے زیادہ نہ تھا۔اور اگر وہ معاوضہ ادا نہ کر سکتا تو اُسے اُس کی ادائیگی کے لیے کام کرنا پڑتا۔

بائبلی غلامی

بائبلی غلامی اُس غلامی کی طرح نہیں جو زمانے کے آغاز سے دُنیا میں قابل عمل ہے۔بائبلی غلاموں کو یہ حق حاصل تھا کہ اُن کے ساتھ عزت اور وقار کے ساتھ پیش آیا جائے۔غلام کے مالکوں کے پاس اُن کے غلاموں کی زندگی

اور موت کا اختیار نہیں تھا۔

درحقیقت اگر کوئی مالک اپنے غلام سے زیادتی کرتا تو اُسے ضرور اُسے آزاد کرنا پڑتا۔ خروج ۲۱:۲۶۔۲۷ میں لکھا ہے،

''اور اگر کوئی اپنے غلام یا اپنی لونڈی کی آنکھ پر ایسا مارے کہ وہ پھوٹ جائے تو وہ اُس کی آنکھ کے بدلے اُسے آزاد کر دے۔ اگر کوئی غلام یا اپنی لونڈی کا دانت مار کر توڑ دے تو وہ اُس کے دانت کے بدلے اُسے آزاد کر دے۔''

غلاموں کے بارے میں حکم تھا کہ اُن سے چھ برس کام لیا جائے اور ساتویں برس اُن کو آزاد کر دیا جائے۔ ہم خروج ۲:۲۱ میں پڑھتے ہیں،

''اگر تو کوئی عبرانی غلام خریدے تو وہ چھ برس خدمت کرے اور ساتویں برس مفت آزاد ہو کر چلا جائے۔''

البتہ اگر وہ ابھی تک مقروض ہے تو وہ اُس سال کے بعد دوبارہ آتا تاکہ وہ اپنے قرض کے لیے کام کرے۔ اصل میں کوئی بھی قرض سالِ یوبلی تک منسوخ نہیں ہوتا تھا جو ہر ساتویں سبت (پچاس سال) کے برس آتا تھا۔

نئے عہد کے تناظر میں غلامی کا مقصد اِس بات کی آزادی دینا ہے کہ چھڑانے والا قرض دار کا قرض ادا کر دے۔ اگر قرض دار اپنے جرم کی وجہ سے مقروض ہے تو نیا مالک اِس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ راستی کے طریقوں سے گنہگار کی تربیت کرے اور اُسے سکھائے کہ کیسے قانونی طور پر مزدوری کرنی ہے۔

ایک مالک جو محبت کا پیکر ہے وہ غلام کو فقط اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنے کی بجائے اُس کی بھلائی چاہے گا۔ خُدا کی عدالت کا بنیادی مقصد گنہگار کو توبہ کی طرف لانا ہے (ذہن طرزِ زندگی اور رویہ کی تبدیلی) تاکہ وہ خُدا اور انسان کے ساتھ بلا تعطل رفاقت رکھ سکے۔

یسعیاہ نبی ہمیں بتاتا ہے،

''رات کو میری جان تیری مشتاق ہے۔

ہاں میری رُوح تیری جستجو میں کوشاں رہے گی۔

کیونکہ جب تیری عدالت زمین پر جاری ہے تو دُنیا کے باشندے صداقت سیکھتے ہیں۔'' (یسعیاہ ۲۶:۹)

خُدا کی عدالت اُس کی محبت سے ترتیب دی گئی تاکہ سب لوگ اُس کی رفاقت میں بحال ہوں۔ یہ اُن کو ہلاک کرنے کے لیے نہیں بنائی گئی بلکہ اُن کو بچانے کے لیے بنائی گئی ہے اور خُدا اُس کے بارے میں بہت پُر جوش ہے۔

بائبل کا عدالتی طریقہ

فرض کریں ایک چور کسی کے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) روپے چُراتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے اور اُس پر مقدمہ چلا کر اُسے سزا سنائی جاتی ہے کہ وہ متاثرہ شخص کو ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) روپے واپس کرے۔ فرض کریں اگر وہ معاوضہ کی رقم ادا نہیں کر سکتا تو پھر اُسے کیا کرنا پڑے گا؟

ایسی حالت میں منصف اُسے زیادہ سے زیادہ رقم پر کسی کے ہاتھ بیچ دے گا۔ چور اپنی مزدوری کے مطابق اُس مالک کے پاس ایک مخصوص وقت کے لیے کام کرے گا۔

ایک خریدار کہہ سکتا ہے، ''یہ میرے کھیت میں کام کرنے کے لیے نہایت موثر ہے؛ میں اِس کا معاوضہ ادا کرؤں گا اگر یہ تین سال میرے لیے کام کرے۔''

کوئی دُوسرا خریدار کہہ سکتا ہے، یہ میری گاڑی چلا سکتا ہے، میں اِس کا معاوضہ ادا کرؤں گا اگر یہ اڑھائی سال میرے لیے کام کرے۔''

کوئی تیسرا خریدار کہہ سکتا ہے،''اِس کے پاس کمپیوٹر کی مہارت ہے، میں اس کا معاوضہ ادا کرؤں گا اگر یہ میرے لیے ایک سال کام کرے۔''

مجرم بیچ دیا جاتا ہے۔

منصف آخری خریدار کو چور کے ذمہ واجب الادا معاوضہ ادا کرنے کا ذمہ دار بنا کر اور اُسے اُس کے ہاتھ بیچ دے گا۔ چور کو ضرور اِس شخص کے کمپیوٹر پر ایک سال کام کرنا پڑے گا۔ یہاں چور کے پاس کوئی انتخاب نہیں یہ عدالت کا حکم ہے کہ وہ اپنی آزادی کے لیے کام کرے۔

اِس طریقہ کار پر کچھ لوگ اعتراض کر سکتے ہیں کہ،''چور کو بھاگنے اور معاوضہ کی ادئیگی کے انکار سے کیسے روکا جائے گا؟'' اِس کا جواب ہمیں استثنا ۱۷:۱۱،۱۲ میں دیا گیا ہے، جہاں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص عدالت کے حکم کو ماننے سے انکار کرے تو اُسے توہین عدالت کی وجہ سے مار دیا جائے۔ قانون صرف اُن لوگوں پر رحم کرتا جو خُدا کی عدالت کو تسلیم کرتے۔

معاشرے کے پاس حق ہے کہ وہ اُن لوگوں سے معاشرے کی حفاظت کرے جو توبہ کرنے سے انکار کرتے ہیں۔
اِس وجہ سے اِس بات کے بہت کم امکانات ہیں کہ وہ شخص معاوضہ کی ادائیگی کے لیے کیے جانے والے کام سے بھاگنے کی کوشش کرے۔ اور نہ ہی یہ ضروری ہے کہ کام کرنے والے کو فرمان بردار رکھنے کے لیے مسلح محافظوں کو تعینات کیا جائے یا مہنگا سکیورٹی سسٹم لگایا جائے۔

یقیناً اِس بات کو ذہن میں رکھیں کہ متاثرین کے حقوق کا قانون تمام متاثرین کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ معاوضہ وصول کریں

یا اُس شخص کو معاف کر دیں۔ اگر ایک غلام بھاگ جاتا ہے اور اُسے پکڑ لیا جاتا ہے تو غلام کے مالک کے پاس اختیار ہے کہ وہ اُسے معاف کر دے۔
لیکن اگر چور توبہ نہیں کرتا تو اُس کے پاس حق ہے کہ وہ اُس سے معاوضہ وصول کرے اور منصف اُسے مار ڈالنے کا حکم بھی دے سکتا ہے۔ منصف معاف نہیں کر سکتا، وہ صرف متاثرین کے حقوق کی توثیق کرتا ہے۔ صرف متاثرین کے پاس ہی معاف کرنے کا حق ہے۔

توبہ کا فائدہ

فرض کریں ایک چور چوری کرتا ہے لیکن بعد میں وہ توبہ کر لیتا ہے۔ تو اُسے کیا کرنا چاہیے؟ کیا جرم سے توبہ کرنے میں اُسے کسی قسم کا فائدہ ہے؟ جی ہاں، احبار ۶: ۲۔۵ میں لکھا ہے،
''اگر کسی سے یہ خطا ہو کہ وہ خُداوند کا قصور کرے اور امانت یا لین دین یا لوٹ کے معاملہ میں اپنے ہمسایہ کو فریب دے یا اپنے ہمسایہ پر ظلم کرے۔ یا کسی کھوئی ہوئی چیز کو پا کر فریب دے اور جھوٹی قسم بھی کھالے پس اِن میں سے خواہ کوئی بات ہو جس میں کسی شخص سے خطا ہو گئی ہے۔ سو اگر اُس سے خطا ہوئی ہے اور وہ مجرم ٹھہرا ہے تو جو چیز اُس نے لُوٹی یا جو چیز اُس نے ظلم کر کے چھینی یا جو چیز اُس کے پاس امانت تھی یا جو کھوئی ہوئی چیز اُسے ملی۔ یا جس چیز کے بارے میں اُس نے جھوٹی قسم کھائی اُس چیز کو وہ ضرور پورا پورا واپس کرے اور اصل کے ساتھ پانچواں حصہ بڑھا کر دے۔''
یہی بات گنتی ۵: ۷ میں دوبارہ بیان کی گئی ہے، ''تو جو گناہ اُس نے کیا ہے وہ اُس کا اقرار کرے اور اپنی تقصیر کے معاوضہ میں پورا دام اور اُس میں اُس کا پانچواں حصہ اور ملا کر اُس شخص کو دے جس کا اُس نے قصور کیا ہے۔''
بالفاظ دیگر وہ چوری کی گئی چیز کو واپس کرتا اور بطور معاوضہ اُس کی قیمت کا پانچ گنا اِس میں اور شامل کرتا ہے۔ خُدا معاوضہ کی رقم دو، چار یا پانچ گنا کی بجائے بیس فیصد تک کم کر دیتا ہے۔
اُس کے معاوضہ کی رقم دہ دیکی کے مساوی کم ہو گئی جو کہ فدیہ تھی۔ دہ دیکی کی شریعت میں انسان فطرت سے حاصل کی گئی چیزوں میں سے دسواں حصہ خُدا کو دیتا۔ لیکن اگر وہ اناج بھیڑ یا کسی بھی چیز کو رکھنا چاہتے تو وہ اُس کی قیمت کا بیس گنا زیادہ ادا کر کے اُس کا فدیہ دے سکتے تھے۔ ہم احبار ۲۷: ۱۳ میں پڑھتے ہیں، ''اور اگر وہ چاہے کہ اُس کا فدیہ دے کر اُسے چھڑائے تو جو قیمت تو نے ٹھہرائی ہے اُس میں اُس کا پانچواں حصہ وہ اور ملا کر دے۔''
پس اگر ایک چور توبہ کرتا ہے تو چوری کے بدلے واجب الادا معاوضہ فدیہ کی رقم کے برابر کم کر دیا جاتا۔ دونوں معاملات میں وہ صرف اُس کی قیمت کے پانچویں حصے کو شامل کرتا۔

معافی ہی حتمی مقصد ہے

موجودہ انصاف کا نظام شاذو نادر ہی متاثرین کے نقصانات کا ازالہ کرتا ہے۔۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاشرہ حقیقت میں مجرم کو کبھی بھی معاف نہیں کرتا۔اور ایسا اُس کے گناہوں کو اُس کے مرنے تک قائم رکھتا ہے۔ یہ حقیقت میں شریعت کی لعنت کو ختم نہیں کرتا اور نہ ہی گنہگار کو مکمل طور پر بحال کرتا ہے۔

بائبل مقدس میں لوگوں کی کوئی بھی ایسی جماعت نہیں جو ''سابقہ مجرم'' کے نام سے جانی جاتی ہو۔ خُدا کی عدالت کا مقصد معاوضہ کے ذریعے مکمل معافی ہے نہ کہ قانون توڑنے والے کو سزا یا مسلسل تکلیف میں رکھنا۔ جب شریعت کا فیصلہ پورا ہو جاتا ہے تو گنہگار کو بحال کر دیا جاتا ہے اور اُس کا گناہ خُدا کے اندارج سے خارج اور فراموش کر دیا جاتا ہے۔

مصنف کے بارے میں
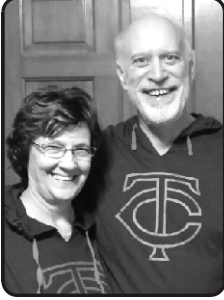
ڈاکٹر اسٹیفن جانز ۲۹ جنوری ۱۹۵۰ء کو امریکہ کی ریاست انڈیانا کے ایک شہر ماریون میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد تھامس نے سیمنری کی تربیت مکمل کرنے کے بعد جنوبی مینیسوٹا میں تین چرچز میں پاسبانی خدمات سرانجام دیں۔ تین سال کے بعد، آپ کا خاندان فلپائن میں خدمت کے لیے بطور مشنری چلا گیا۔ ۱۹۶۳ء میں وہ واپس مینیسوٹا آ گئے۔

اسٹیفن نے مینیسوٹا میں ہائی سکول کی تعلیم حاصل کی اور پھر سینٹ پال بائبل کالج میں دو سال کی تربیت کے لیے چلے گئے، وہاں آپ کی ملاقات اپنی بیوی ڈارلا (Darla) سے ہوئی۔ اِس کے بعد آپ مزید دو سالہ تربیت کے لیے یونی ورسٹی آف مینیسوٹا میں گئے وہاں آپ نے فلسفہ اور لاطینی اور یونانی ادب کا مطالعہ کیا۔ بعد ازاں آپ نے اپنی ماسٹر اور ڈاکٹریت کی ڈگریاں علم الٰہیات میں مینیسوٹا سکول آف تھیالوجی سے حاصل کیں۔

اسٹیفن اور ڈارلا کی شادی ۱۹۷۱ء میں ہوئی۔ اُن کی تین بیٹیاں اور تین بیٹے ہیں۔ بیٹیاں شادی شدہ ہیں لیکن بیٹے ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔ آپ کے سات پوتے اور پوتیاں اور ایک پر پوتی ہے۔

آپ ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء بطور اسسٹنٹ پاسٹر اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر خُدا نے آپ کو بارہ سال کے لیے خدمت میں سے کلامِ خُدا کے عمیق مطالعہ کے لیے بلا لیا۔ اُس وقت کے دوران آپ نے رُوحانی جنگ اور شفاعت میں گہرا تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۹۳ء تک آپ اس مطالعہ میں محو رہے۔

آپ نے اپنی پہلی تین کتابیں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۹ء کے دوران لکھیں، لیکن اُن کی زیادہ تر کتابیں ۱۹۹۳ء کے بعد لکھی گئیں۔ ۲۰۰۸ء میں ایک بائبل سکول کا نصاب مرتب کرنے کے لیے بائبل مقدس کی مختلف کتابوں کی تفاسیر کا آغاز کیا۔ یہ منصوبہ ۲۰۲۱ء میں مکمل ہو گیا جب آپ نے یسعیاہ کی کتاب پر ایک تفسیر لکھ لی۔ اب آپ ایک بائبل سکول کو قائم کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں جس میں مبشرین، اساتذہ اور پاسٹرز کی تربیت کی جائے۔

آپ سو سے زائد کتابیں لکھ چکے ہیں جو کلامِ مقدس کے اُس مکاشفہ کے مطابق تعلیم دیتی ہیں جو خُدا نے آپ پر ظاہر کیا۔ آپ کی کچھ کتابیں پندرہ سے زائد زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ آپ بہت سے ممالک میں خُدا کے کلام کی تعلیم دے چکے ہیں جن میں کینیڈا، ہیٹی، ٹرینیڈیڈ، فلپائن، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا اور جنوبی افریقہ شامل ہیں۔

مترجم کی ترجمہ شُدہ کُتب

۱۔ عورت کو الزام مت دوں
۲۔ روح القدس میں دُعا
۳۔ پاک دامن عورت
۴۔ استحکام
۵۔ اکیسویں صدی میں بچوں کی خدمت کی دوبارہ سے وضاحت
۶۔ ہمارا حیرت انگیز خُدا
۷۔ قوت سے بھریں
۸۔ تفہیم ولادت المسیح
۹۔ آئیوی کی مہم جوئی اور خُدا
۱۰۔ پاور کلبز تربیتی کتابچہ
۱۱۔ بچوں کو دُعا کرنے دیں
۱۲۔ مخلصی اور نجات
۱۳۔ رُوحانی جنگ
۱۴۔ دُعا اور روزہ
۱۵۔ ارشادِ اعظم
۱۶۔ مسیحی کردار
۱۷۔ عملی منادی
۱۹۔ تعارف مطالعہ بائبل
۲۰۔ ایک سے چالیس تک بائبلی اعداد کے معانی
۲۱۔ الٰہی محبت اور معافی
۲۲۔ خُدا کو جاننا
۲۳۔ سب چیزوں کی بحالی
۲۴۔ آمدِ ثانی کے قوانین

مترجم کے بارے میں

آپ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کو گوجرانوالہ کے ایک گاؤں آٹاوہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول آٹاوہ سے حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد پاکستان آرمی کے شعبہ الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ (EME) میں بہ طور وہیکل مکینک شمولیت اختیار کی۔ پاکستان آرمی میں رہتے ہوئے اپنی پیشہ ورانہ خدمت کے ساتھ ساتھ اپنے تعلیمی سفر کو بھی جاری رکھا۔ وہاں رہتے ہوئے آپ نے ایف۔اے، بی۔اے، ایم۔اے (اُردو، تاریخ)، بی۔ایڈ، اور ایم۔ایڈ کی ڈگریاں مکمل کیں۔ جون ۲۰۲۰ء میں آپ نے یونی ورسٹی آف سیالکوٹ سے ایم فل (اُردو) کا آغاز کر دیا۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے اپنی مسیحی تعلیم کے سفر کو بھی جاری رکھا۔ آپ نے پاکستان بائبل کارسپانڈنس سکول سے انگریزی اور اُردو بائبل کورسز مکمل کیے، گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری (پریسبیٹیرین سکول آف ڈسٹنٹ لرننگ) سے ڈپلومہ آف تھیالوجی، فیتھ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ سے بی۔ٹی۔ایچ، ایم۔ڈیو، اور ڈاکٹر آف منسٹری کی ڈگریاں مکمل کیں۔ اس کے علاوہ آپ نے بچوں کی تربیت کا آن لائن کورس (SSCM) امریکہ سے مکمل کیا۔

مارچ ۲۰۲۰ء میں آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ کے ایک بائبل کالج نے آپ کو ڈاکٹر آف ڈونٹی کی اعزازی ڈگری سے نوازا۔ آپ کلائمب انسٹیٹیوٹ پاکستان کے پریزیڈنٹ اور ونگ سولز سکول آف تھیالوجی کے پرنسپل کی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ جہاں پر پورے پاکستان سے طلبا و طالبات خط و کتابت کے ذریعے بائبل کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

آرمی میں رہتے ہوئے آپ نے جسمانی تربیت کا سرٹیفکیٹ (PACES) مکمل کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے نسٹ (NUST) یونیورسٹی سے ملحق الیکٹریکل مکینیکل انجینئرنگ کالج اسلام آباد سے ٹینک الضرار (Al-Zarar) کی خصوصی تربیت حاصل کی۔

۲۰۰۵ء میں آرمی کی سروس کے دوران آپ کی زندگی میں ایک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی خُداوند کو دے دی۔ ۲۰۰۹ء میں آپ کی مخصوصیت بہ طور مبشر پاسٹر کنگ سلے (انگلینڈ) نے کی اور آپ نے اپنے خدمتی سفر کا آغاز کر دیا۔

۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء میں آپ کی شادی اپنی خالہ زاد سے ڈسکہ میں ہوئی۔ آپ کی بیوی پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں۔ خُدا نے آپ کو دو خوبصورت بیٹیوں (جینیفر فیاض اور جیسیکا فیاض) اور ایک بیٹے ابرہام یشوع سے نوازا ہے۔

۲۰۱۲ء میں آپ نے ونگ سولز فار کرائسٹ منسٹریز کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۵ء میں آپ نے آرمی کی سروس کو خیر باد کہہ کر کل وقتی خدمت کا فیصلہ کیا۔ اب آپ بائبل اور مسیحی لٹریچر کی مفت تقسیم، بائبل سکول، سنڈے سکول، تعلیم بالغاں برائے خواتین، فری میڈیکل کیمپ، مسیحی بچیوں کے لیے سلائی اور پارلر کی تربیت اور یتیم بچوں کے لیے مفت تعلیم جیسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ دی گڈ شیپرڈ سکول کے پرنسپل ہیں۔ جہاں مسیحی بچوں کے لیے تعلیم و تربیت کا عمدہ بندوبست کیا جاتا ہے۔ یہاں مسیحی بچوں کو دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹھوس بائبلی تعلیم سے بھی لیس کیا جاتا ہے۔ آپ کی زندگی کا مقصد مسیحی قوم کے بچوں کو رُوحانی اور معاشرتی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا اور بالغ بنانا ہے۔